قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (اٰل عمران: 74)
روزنامہ
الفضل
لندن
مدیر: ابو سعید
Online Edition
جمعرات 18/ اگست 2022ء | 20/ محرم 1444ء ہجری قمری | 18/ ظہور 1401ء ہجری شمسی | جلد: 4 | شمارہ: 173

ارشادِ باری تعالیٰ

وَاسۡتَعِیۡنُوۡا بِالصَّبۡرِ وَالصَّلٰوۃِ ؕ وَاِنَّہَا لَکَبِیۡرَۃٌ اِلَّا عَلَی الۡخٰشِعِیۡنَ ﴿۴۶﴾
(البقرہ: 46)

ترجمہ: اور صبر اور نماز کے ساتھ مدد مانگو اور یقیناً یہ عاجزی کرنے والوں کے سوا سب پر بوجھل ہے۔

فرمانِ خلیفہ وقت

قرآن کریم جب ہمیں احکامات پر عمل کرنے کے لئے کہتا ہے تو اس کا کامل نمونہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں ہمارے سامنے کھڑا ہوتا ہے۔ آپ کی عبادتیں ہیں تو اُس کے بھی وہ اعلیٰ ترین معیار ہیں کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اعلان کر دے کہ میرا اپنا کچھ نہیں، میری عبادتیں بھی صرف اور صرف خدا تعالیٰ کے لئے ہیں۔ میں اپنی ذات کے لئے کچھ حاصل نہیں کرتا؛ نہ کرنا چاہتا ہوں بلکہ صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی رضا میرے پیشِ نظر ہے۔ میری زندگی کا مقصد خدا تعالیٰ کی ذات کے گرد گھومتا ہے۔ قُلۡ اِنَّ صَلَاتِیۡ وَنُسُکِیۡ وَمَحۡیَایَ وَمَمَاتِیۡ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعٰلَمِیۡنَ (الانعام: 163) کا اعلان ایک ایسا اعلان ہے جس کے اعلیٰ معیاروں تک آپ کے علاوہ کوئی اور پہنچ نہیں سکتا۔ اور پھر صبر کی بات آتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کہ وَمَا یُلَقّٰہَاۤ اِلَّا الَّذِیۡنَ صَبَرُوۡا ۚ وَمَا یُلَقّٰہَاۤ اِلَّا ذُوۡ حَظٍّ عَظِیۡمٍ (حٰم السجدۃ: 36) اور باوجود ظلموں کے سہنے کے یہ مقام اُنہیں عطا کیا جاتا ہے جو بڑا صبر کرنے والے ہیں یا پھر اُن کو جنہیں خدا تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑی نیکی کا حصہ ملا ہو۔ جب ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پڑھتے ہیں تو گھریلو مشکلات اور تکالیف میں بھی، اپنی ذات پر جسمانی طور پر آنے والی مشکلات اور تکلیفوں میں بھی، اپنی جماعت پر آنے والی مشکلات اور تکلیفوں میں بھی صبر کی اعلیٰ ترین مثال اور صبر کے اعلیٰ ترین معیار ہمیں صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں نظر آتے ہیں۔ ذاتی طور پر دیکھیں طائف میں کس اعلیٰ صبر کا مظاہرہ کیا۔ اور یہ صبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے آپ نے ایک شہر کو تباہ ہونے سے بچا لیا۔ باوجود کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اختیار دیا تھا لیکن آپ کے صبر کی انتہا تھی کہ باوجود زخمی ہونے کے، باوجود شہر والوں کی غنڈہ گردی کے آپ نے کہا، نہیں اس قوم کو تباہ نہیں کرنا۔

(شرح العلامہ الزرقانی جلد 2 صفحہ 52-53
باب خروجہ ﷺ الی الطائف دارالکتب العلمیۃ ایڈیشن 1996)
(خطبہ جمعہ 7 جون 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- میں طوفانوں میں جینا چاہتا ہوں (منظوم)
- عہد کے درد کو بھی کر محسوس
- حضرت حاجی باز خانؓ - نورنگ ضلع گجرات کا تعارف
- ایک شہرہ آفاق صداقت الناس خطیب - قسط اول
- حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کی غرض احیائے دین اور قیامِ شریعت
- حُسنِ نیتی خدا تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کا ذریعہ
- آؤ! اُردو سیکھیں
- حکایات اولیاء

فرمانِ رسولؐ

حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ ایک آدمی آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور گفتگو کرنے لگا تو رعب کی وجہ سے کانپنے لگا۔ آپؐ نے اس سے مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا۔

تسلی سے بات کرو۔ میں کوئی بادشاہ نہیں ہوں۔ میں تو ایک عورت کا بیٹا ہوں جو خشک گوشت کھایا کرتی تھی۔

(ابن ماجہ کتاب الاطعمۃ باب القدید)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

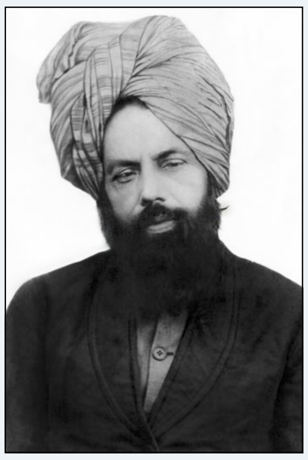

اللہ تعالیٰ بہت رحیم و کریم ہے۔ وہ ہر طرح انسان کی پرورش فرماتا اور اس پر رحم کرتا ہے اور اسی رحم کی وجہ سے وہ اپنے ماموروں اور مُرسَلوں کو بھیجتا ہے تا وہ اہلِ دنیا کو گناہ آلود زندگی سے نجات دیں۔ مگر تکبر بہت خطرناک بیماری ہے جس انسان میں یہ پیدا ہو جاوے اس کے لیے روحانی موت ہے۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ یہ بیماری قتل سے بھی بڑھ کر ہے۔ متکبر شیطان کا بھائی ہو جاتا ہے۔ اس لیے کہ تکبر ہی نے شیطان کو ذلیل و خوار کیا۔ اس لیے مومن کی یہ شرط ہے کہ اُس میں تکبر نہ ہو بلکہ انکسار، عاجزی، فروتنی اس میں پائی جائے اور یہ خدا تعالیٰ کے ماموروں کا خاصّہ ہوتا ہے۔ اُن میں حد درجہ کی فروتنی اور انکسار ہوتا ہے۔ اور سب سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں یہ وصف تھا۔ آپؐ کے ایک خادم سے پوچھا گیا کہ تیرے ساتھ آپؐ کا کیا معاملہ ہے۔ اس نے کہا کہ سچ تو یہ ہے کہ مجھ سے زیادہ وہ میری خدمت کرتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِکْ وَسَلِّم۔

(ملفوظات جلد 4 صفحہ 437-438 ایڈیشن 1988ء)

بعض نادان ایسے بھی ہیں جو ذاتوں کی طرف جاتے ہیں اور اپنی ذات پر بڑا تکبر اور ناز کرتے ہیں۔ بنی اسرائیل کی ذات کیا کم تھی جن میں نبی اور رسول آئے تھے۔ لیکن کیا اُن کی اس اعلیٰ ذات کا کوئی لحاظ خدا تعالیٰ کے حضور ہوا۔ جب اس کی حالت بدل گئی۔ ....ان کا نام سؤر اور بندر رکھا گیا اور اسے اس طرح پر انسانیت کے دائرہ سے خارج کر دیا۔ میں نے دیکھا ہے کہ بہت لوگوں کو یہ مرض لگا ہوا ہے۔ خصوصاً سادات اس مرض میں بہت مبتلا ہیں۔ وہ دوسروں کو حقیر سمجھتے ہیں اور اپنی ذات پر ناز کرتے ہیں۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کے لئے ذات کچھ بھی چیز نہیں ہے اور اُسے ذرا بھی تعلق نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو سید ولد آدم اور افضل الانبیاء ہیں۔ انہوں نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے صاف طور پر فرمایا کہ اے فاطمہؓ تُو اس رشتہ پر بھروسہ نہ کرنا کہ میں پیغمبر زادی ہوں۔ قیامت کو یہ ہرگز نہیں پوچھا جاوے گا کہ تیرا باپ کون ہے۔ وہاں تو اعمال کام آئیں گے۔ میں یقیناً جانتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے قرب سے زیادہ دور پھینکنے والی اور حقیقی نیکی کی طرف آنے سے روکنے والی بڑی بات یہی ذات کا گھمنڈ ہے کیونکہ اس سے تکبر پیدا ہوتا ہے اور تکبر ایسی شئے ہے کہ وہ محروم کر دیتا ہے۔ علاوہ ازیں وہ اپنا سارا سہارا اپنی غلط فہمی سے اپنی ذات پر سمجھتا ہے کہ میں گیلانی ہوں یا فلاں سیّد ہوں۔ حالانکہ وہ نہیں سمجھتا کہ یہ چیزیں وہاں کام نہیں آئیں گی۔ ذات اور قوم کی بات تو مرنے کے ساتھ ہی الگ ہو جاتی ہے۔ مَرنے کے بعد اس کا کوئی تعلق باقی رہتا ہی نہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں یہ فرماتا ہے مَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ (الزلزال: 9) کوئی بُرا عمل کرے خواہ کتنا ہی کیوں نہ کرے اس کی پاداش اس کو ملے گی۔ یہاں کوئی تخصیص ذات اور قوم کی نہیں۔

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 188-189 ایڈیشن 1984ء)

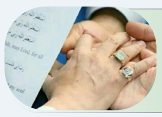

دربارِ خلافت

درود شریف کی حکمت

درود پڑھنے کے لئے کس طرح کوشش ہونی چاہئے؟ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے ایک مرید کو لکھتے ہوئے فرماتے ہیں کہ: ’’آپ درود شریف کے پڑھنے میں بہت ہی متوجہ رہیں اور جیسا کہ کوئی اپنے پیارے کے لئے فی الحقیقت برکت چاہتا ہے ایسے ہی ذوق اور اخلاص سے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے برکت چاہیں اور بہت ہی تضرع سے چاہیں اور اس تضرع اور دعا میں کچھ بناوٹ نہ ہو بلکہ چاہئے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی دوستی اور محبت ہو اور فی الحقیقت روح کی سچائی سے وہ برکتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے مانگی جائیں کہ جو درود شریف میں مذکور ہیں ... اور ذاتی محبت کی یہ نشانی ہے کہ انسان کبھی نہ تھکے اور نہ ملول ہو اور نہ اغراض نفسانی کا دخل ہو (ذاتی غرض کوئی نہ ہو)۔ اور محض اسی غرض کے لئے پڑھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر خداوند کریم کے برکات ظاہر ہوں۔‘‘

(مکتوبات احمد جلد اول صفحہ 534-535 مکتوب بنام میر عباس علی شاہ مکتوب نمبر 18)

پھر درود کی حکمت بیان کرتے ہوئے آپ فرماتے ہیں کہ:

’’اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی دوسرے کی دعا کی حاجت نہیں۔‘‘ (جیسا کہ حدیث میں بھی آپؐ نے فرمایا کہ میرے لئے تو اللہ اور اس کے فرشتوں کا درود کافی ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:) ’’لیکن اس میں ایک نہایت عمیق بھید ہے۔ جو شخص ذاتی محبت سے کسی کے لئے رحمت اور برکت چاہتا ہے وہ بباعث علاقۂ ذاتی محبت کے اس شخص کے وجود کی ایک جزو ہو جاتا ہے‘‘ (جو ذاتی محبت کی وجہ سے کسی کے لئے رحمت اور برکت چاہتا ہے وہ اس ذاتی محبت کے تعلق کی وجہ سے اس وجود کے چاہنے والے کے جسم کا ایک حصہ بن جاتا ہے) فرمایا کہ: ’’پس جو فیضان شخص مَدۡعُولَہٗ پر ہوتا ہے وہی فیضان اس پر ہو جاتا ہے۔‘‘ (اللہ تعالیٰ کا جو فیض جس شخص کے لئے دعا کی جارہی ہے اس پر ہوتا ہے دعا کرنے والے پر بھی وہی فیض ہو جاتا ہے۔) اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فیضان حضرت احدیّت کے بے انتہا ہیں اس لئے درود بھیجنے والے کو کہ جو ذاتی محبت سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے برکت چاہتے ہیں بے انتہا برکتوں سے بقدر اپنے جوش کے حصہ ملتا ہے مگر بغیر روحانی جوش اور ذاتی محبت کے یہ فیضان بہت ہی کم ظاہر ہوتے ہیں۔‘‘

(مکتوبات احمد جلد اول صفحہ 535 مکتوب بنام میر عباس علی شاہ مکتوب نمبر 18)

پس ہمیں چاہئے کہ یہ ذاتی جوش پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ پھر درود شریف پڑھنے کی وجہ بیان فرماتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جگہ فرمایا کہ: ’’ہمارے سید و مولیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی صدق و وفا دیکھئے۔ آپ نے ہر قسم کی بدتحریک کا مقابلہ کیا۔ طرح طرح کے مصائب اٹھائے لیکن پرواہ نہ کی۔ یہی صدق و وفا تھا جس کے باعث اللہ تعالیٰ نے فضل کیا۔ اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے رسول پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو تم درود اور سلام بھیجو نبی پر۔‘‘ فرمایا کہ ’’اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال ایسے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف یا اوصاف کی تحدید کرنے کے لئے کوئی لفظ خاص نہ فرمایا۔‘‘ (ان کو محدود کرنے کے لئے کوئی خاص لفظ نہیں فرمایا۔) ’’لفظ تو مل سکتے تھے لیکن خود استعمال نہ کئے۔ یعنی آپ کے اعمال صالحہ کی تعریف تحدید سے بیرون تھی۔ (کہ اس کی کوئی حد مقرر کی جائے۔ اس سے وہ باہر تھی۔) ’’اس قسم کی آیت کسی اور نبی کی شان میں استعمال نہ کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح میں وہ صدق و وفا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال خدا کی نگاہ میں اس قدر پسندیدہ تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کے لئے یہ حکم دیا کہ آئندہ لوگ شکر گزاری کے طور پر درود بھیجیں۔‘‘

(تفسیر حضرت مسیح موعودؑ جلد سوم صفحہ 730، تحفہ سالانہ یا رپورٹ جلسہ سالانہ 1897ء صفحہ 50-51۔ ملفوظات جلد اوّل صفحہ 23-24)

پھر یہ بیان فرماتے ہوئے کہ درود شریف حصول استقامت اور قبولیت دعا کا ذریعہ ہے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے ازدیاد اور تجدید کے لئے (یعنی محبت میں بڑھنے کے لئے اور اس کی تجدید کرنے کے لئے) ہر نماز میں درود شریف کا پڑھنا ضروری ہوگیا۔ تاکہ اس دعا کی قبولیت کے لئے استقامت کا ایک ذریعہ ہاتھ میں آجائے۔ درود شریف جو حصول استقامت کا ایک زبردست ذریعہ ہے بکثرت پڑھو۔ نہ رسم اور عادت کے طور پر بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حُسن اور احسان کو مدِّنظر رکھ کر اور آپ کے مدارج اور مراتب کی ترقی کے لئے اور آپ کی کامیابیوں کے واسطے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ قبولیت دعا کا شیریں اور لذیذ پھل تم کو ملے گا۔‘‘

(ریویو آف ریلیجنز جنوری 1904ء جلد 3 نمبر 1 صفحہ 14-15)

(خطبہ جمعہ 16/ جنوری 2015ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

میں طوفانوں میں جینا چاہتا ہوں

میں طوفانوں میں جینا چاہتا ہوں
صداقت کا سفینہ چاہتا ہوں

میں تنگ آیا ہوا ہوں نفرتوں سے
محبت کا مدینہ چاہتا ہوں

نظر آئے جسے تیرا ہی چہرہ
میں ایسی چشمِ بینا چاہتا ہوں

ہو جس میں رات دن تجھ سے ملاقات
کوئی ایسا مہینہ چاہتا ہوں

میں مرنا چاہتا ہوں تیری خاطر
تری خاطر ہی جینا چاہتا ہوں

رہا ہو جاؤں سفلی زندگی سے
میں زہرِ عشق پینا چاہتا ہوں

نہانا چاہتا ہوں آنسوؤں میں
ندامت کا پسینہ چاہتا ہوں

جو دھو ڈالے مرے سب داغ دھبے
میں وہ اشکِ شبینہ چاہتا ہوں

سیاست کے، عداوت کے، انا کے
میں سارے چاک سینا چاہتا ہوں

کوئی ساغر نہ مینا چاہتا ہوں
براہِ راست پینا چاہتا ہوں

جو اندر سے بھی اُتنی ہی حسین ہو
کوئی ایسی حسینہ چاہتا ہوں

شرابِ عشق سے پُر ہو جو آصفؔ!
میں ایسا آبگینہ چاہتا ہوں

آصف محمود ڈار

اداریہ

عہد کے درد کو بھی کر محسوس

ادارہ الفضل کی ترقی و ترویج کے لئے جو ممبران حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے منظور فرما رکھے ہیں اُن میں ایک مکرم میر انجم پرویز مربی سلسلہ بھی ہیں۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی ڈیوٹی الفضل آن لائن میں اشاعت کی غرض سے موصول ہونے والے منظوم کلام کی اصلاح، درستی اور نوک پلک درست کرنے کے لئے لگا رکھی ہے۔ آپ نے اپنا ایک کلام بعنوان ”ہے گُل سر سبد رخ انور“ مورخہ 22 جولائی 2022ء کو شامل اشاعت کیا ہے۔ میں نے جب اس کو پڑھا تو بہت محظوظ ہوا اور دو اشعار پر اداریے لکھنے کی آنجناب سے اجازت چاہی۔ ایک اُن میں سے نظم کا آخری شعر ہے جو یوں ہے۔

اپنے ہی خواب میں نہ رہ انجم!
عہد کے درد کو بھی کر محسوس

اس شعر کے دوسرے مصرع کو آج موضوع تحریر بنا رہا ہوں۔ یہاں عہد سے مراد وہ دور ہے جس سے ہم گزر رہے ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ ہر معاشرہ خواہ وہ کسی دور کا ہو سُکھ اور چین لیے نہیں ہوتا بلکہ دکھ، درد اور مشکلات سے بھی بھرا ہوتا ہے۔ اس معاشرہ کا حصہ انسان کا اپنا خاندان، محلہ، علاقہ، ملک، پھر احمدیت اور امت مسلمہ ہے۔ اب ایک احمدی مسلمان، پاکستان سے باہر چاہے کسی جگہ بھی مقیم ہو، پاکستان کے حالات کو سامنے رکھ کر اس درد کو محسوس کرتا ہے اور کرتا رہے گا جس کا منبع آج کل کی قتل و غارت گری، دھوکہ دہی، جھوٹ کا معاشرہ نظر آنے کے علاوہ فرقہ واریت کو دی جانے والی ہوا اور جماعت احمدیہ کے امن کو چھیننے کی کوشش ہے اور دنیا بھر میں امت مسلمہ کے اندر اور باہر سے پیدا کی جانے والی بے چینی ہے اور یہ درد ایک سچا احمدی مسلمان ضرور محسوس کرے گا۔ یہی اسلامی تعلیم ہے جس کی طرف ہمارے خلفاء توجہ دلاتے آ رہے ہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ

قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: تَرَى الْمُؤْمِنِينَ فِي تَرَاحُمِهِمْ وَتَوَادِّهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ، كَمَثَلِ الْجَسَدِ، إِذَا اشْتَكَى عُضْوًا تَدَاعَى لَهُ سَائِرُ جَسَدِهِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمَّى

(صحیح بخاری، کتاب الادب)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”تم مومنوں کو ایک دوسرے پر رحم کرنے، آپس میں محبت کرنے اور ایک دوسرے سے شفقت کے ساتھ پیش آنے میں ایک جسم کی طرح دیکھو گے جس کے ایک عضو کو اگر تکلیف پہنچے تو سارا جسم بے قرار ہو جاتا ہے۔ اس کی نیند اڑ جاتی ہے اور سارا جسم بخار میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

یہ دنیا مختلف اقسام کے دردوں سے بھری پڑی ہے۔ ان تمام دردوں کو سینے میں لے کر ان کی دوری کے لیے دعائیں کرنا ایک مومن کا خاصہ ہے اور ہونا بھی چاہیے۔ آئیں! اس مختصر سے آرٹیکل میں اس عہد (دنیا) کے چند درد گنے جائیں جنہیں ہر احمدی کو اپنے سینے پر لے کر ان کی دوری، ان کی درستی اور اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے۔

• دنیا میں بڑھتی ہوئی دہریت اور اللہ وحدہ لا شریک پر ایمان کی کمی اس عہد کا ایک ایسا درد اور غم ہے جو آج کے دور کا سب سے بڑا غم ہے۔ اس درد کو محسوس کر کے جہاں اللہ کی وحدانیت کے قیام کے لئے دعا کرنی چاہیے وہاں مضبوط دلائل کے ساتھ ہستی باری تعالیٰ کو ثابت کرنا بھی ہمارے فرائض میں شامل ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوب صورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔ کس دَف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سُن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سُننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔“

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 21-22)

• دوسرے نمبر پر مسلمانوں کے اندر جو شرک بڑھ رہا ہے۔ اللہ پر یقین میں کمی۔ مادیت کی وجہ سے توکل علی اللہ پر عدم یقین۔ قبر پرستی، رسومات کی طرف بڑھتے ہوئے خیالات وغیرہ وغیرہ کو دیکھ کر ایک سچے اور حقیقی مسلمان کے دل میں ابال اٹھتا ہے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ اسلام کی تعلیم کیا تھی اور مسلمانوں نے کیا اپنا لیا ہے؟

• تیسرا بڑا غم اور درد اس عہد کا یہ ہے کہ اسلام کو اندر سے تو خطرہ ہے ہی، غیر مسلم بھی پوری طاقت کے ساتھ حملہ آور ہیں۔ بڑی بڑی طاقتیں مل کر اسلام پر حملہ آور ہو رہی ہیں۔ کہیں بانی اسلام حضرت محمد ﷺ پر حملے ہیں تو کہیں قرآن کی بے حرمتی اور کارٹون بنانے کا سلسلہ ہے اور مسلمان خود بھی بڑی طاقتوں کے ساتھ مل کر اسلام ہی کی بیخ کنی میں مصروف ہیں۔ بیت المقدس بھی ان لوگوں سے محفوظ نہیں۔

• ایک غم مسلمان حکمرانوں کے غیر اسلامی افعال ہیں۔ یہی اسلام کی بدنامی کا باعث بن رہے ہیں۔ یہ اپنے عہدوں سے انصاف نہیں برت رہے۔

• مسلمان ظلم کی چکی میں پس رہے ہیں۔ شام، عراق، افغانستان اور دنیا کے کئی اسلامی ممالک میں مسلمان بہت تباہی کا شکار ہوئے ہیں۔ لاکھوں کی تعداد میں مسلمان مارے گئے ہیں۔ اب بعض اسلامی ممالک کی کیفیت یہ ہے کہ مرد کم اور عورتیں زیادہ ہیں۔

• بعض مسلمان ممالک میں بھوک اور افلاس بہت زیادہ ہے۔ بھوک سے سینکڑوں لوگ مر جاتے ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق ہے۔ اس کا درد ہمارے دلوں میں محسوس ہوتے رہنا چاہیے اور اس کے لئے جہاں مادی لحاظ سے کوششیں ہوں وہاں دعا کے ذریعہ مدد کرنی چاہیے۔

• ایک بڑا المیہ یہ ہے کہ آنحضور ﷺ کی نمائندگی میں جن علماء کو ”کانبیاء بنی اسرائیل“ ہونا چاہیے تھا۔ ان میں بعض کا اپنا کردار اسلامی نہیں ہے۔ فتنہ و فساد، لڑائی جھگڑا کروانے اور معاشرہ میں بد امنی پھیلانے میں نہ صرف مصروف بلکہ پیش پیش ہیں۔ گویا ”علماء ھم شر من تحت ادیم السماء“ کے مصداق بن گئے ہیں۔ یہ بھی آج کے عہد کا درد ہے۔

• ہمارے بعض اسکولز، مدرسے اور کالجز و یونیورسٹیز جو تعلیم کی آماجگاہ ہونے چاہیے تھے وہ دہشت گردی اور منشیات کے اڈے بن گئے ہیں۔

• ہماری مساجد جو عبادت کے لیے تھیں، امن کے پیغامات یہاں سے پھوٹتے تھے اور آنحضور ﷺ کے دور میں جہاں جہاد کے منصوبے بنتے تھے۔ علم و عرفان کے سوتے پھوٹتے تھے۔ آج فتاویٰ کفر کے کارخانے اور دعوت فساد فی الارض کے مسکن ہیں۔ اگر کسی جلوس والوں سے پوچھیں کہ بتاؤ کہ آئے کہاں سے ہو تو بڑے فخر سے بتاتے ہیں کہ ہم فلاں مسجد سے آئے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّاۤ اِلَيۡهِ رٰجِعُوۡنَ

• عدالتیں جہاں انصاف کا علم بلند ہونا چاہیے تھا۔ وہاں ناانصافی، بددیانتی اور تعصب پر مبنی فیصلے ہوتے ہیں۔

• عہد کا ایک درد جنگ عظیم کی طرف بڑھتے ہوئے عوامل ہیں جو بڑی طاقتوں اور ان کے سربراہان کو باوجود دکھنے کے ان کو اس ہولناک جنگ سے دوری کی طرف مائل نہیں کرتے۔ جبکہ جنگ عظیم اول اور دوم کی ہولناک تصویر ابھی دور کی بات نہیں۔

جماعت کے درد

ابھی تک تو ایسے دردوں کا ذکر ہوا ہے جن کا تعلق جماعت احمدیہ سے باہر کے فتنوں اور اسلام کے خلاف منصوبوں سے ہے۔ جماعت احمدیہ کے حوالے سے جو درد اور غم ایک احمدی کو بے چین کرنے والے ہیں اور سب سے بڑھ کر ہمارے پیارے حضور ایدہ اللہ کی تکلیف کا باعث ہیں۔ ان میں اسیران راہ مولیٰ کی اسیری، شہداء احمدیت کی شہادتیں۔

جو درد سسکتے ہوئے حرفوں میں ڈھلا ہے
شاید کہ یہ آغوشِ جدائی میں پلا ہے

• دیگر درد کا باعث میاں بیوی کے جھگڑے، بچیوں کے رشتے بر وقت نہ ہونا، احباب جماعت کے بعض مقامات پر اپنے اختلافات وغیرہ وغیرہ۔

ان دردوں کو اپنے اپنے دلوں میں اُتاریں، جماعت کی ترقی، اجتماعیت اور فلاح و بہبود کے لئے دعائیں کریں اور صدقات کا سلسلہ جاری رکھیں۔

اہل و عیال، بچگان اور خاندان کے درد

ہمارے معاشرے میں اپنے نفس، اہل عیال، بچگان اور خاندان کے درد، غم کو ترجیح دے کر دعاؤں کا زیادہ تر حصہ ان ہی کے لئے وقف ہو جاتا ہے۔ خاکسار نے اس کو آخر میں اس لیے جگہ دی ہے کہ جماعت احمدیہ بھی ایک خاندان ہے۔

اس لیے یہ درد روحانی درد ہیں۔ جن کی دوری کے لیے اپنی کاوشوں کو تیز کرنا اور انہیں کھاد دیتے رہنے کی ضرورت ہے۔ اپنے خاندان کے درد میں کسی کا بیمار ہونا، کسی کا مشکل میں پھنس جانا، کسی مقدمے میں ملوث ہونا یا کیے جانا، یا کسی قسم کی تکلیف دہ آفات میں الجھا دیا جانا، رشتوں کے پرابلم، اپنے عزیز بچوں میں اختلافات، شادی بیاہ کی مشکلات، شادیوں میں عدم کامیابی، یورپ اور مغرب میں بچوں کے غیر اسلامی ماحول میں الجھ کر احمدیت یا خلافت سے دور ہو جانا، والدین کی نافرمانی یہ سب وہ درد ہیں جن سے گھروں کا امن برباد ہو جاتا ہے اور عہد کے ان دردوں اور غموں کو سامنے رکھ کر اصلاح کی بھرپور کوشش کرنی چاہیے اور تہجد اپنا شعار بنا کر دعائیں اور درود شریف کثرت سے پڑھنا چاہیے۔

بقیہ صفحہ 16 پر

غلام مصباح بلوچ۔ استاد جامعہ احمدیہ کینیڈا

تعارف صحابہ کرامؓ

حضرت حاجی باز خانؓ۔ نورنگ ضلع گجرات

حضرت حاجی باز خان صاحب رضی اللہ عنہ ولد راجہ نواب خان صاحب قوم جٹ پیشہ کاشتکاری نورنگ ضلع گجرات کے رہنے والے تھے، 1903ء میں قبول احمدیت کی توفیق پائی۔ وصیت نمبر 7206 (وصیت نامہ الفضل یکم مارچ 1944ء صفحہ 6 کالم 1)

آپ کے زیادہ حالات نہیں مل سکے۔ آپ نے مورخہ 8/جون 1955ء کو 96 سال کی عمر میں وفات پائی لیکن آپ کی بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین دسمبر 1955ء جلسہ سالانہ سے پہلے لکھی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو امانتاً پہلے اپنے گاؤں میں ہی دفن کیا گیا تھا۔ واللہ اعلم۔ بہرحال خبر وفات دیتے ہوئے حضرت حکیم عبدالعزیز صاحبؓ سابق انسپکٹر بیت المال نے لکھا:

''حاجی باز خان صاحب مرحوم جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی اور موصی تھے، .... وفات پاگئے۔ جنازہ نورنگ ضلع گجرات سے مورخہ 24/دسمبر 1955ء کو ربوہ لایا گیا اور بہشتی مقبرہ میں صحابہ کے قطعہ خاص میں دفن کیے گئے۔ مرحوم اپنے پیچھے تین لڑکے اور تین لڑکیاں چھوڑ گئے ہیں، ایک لڑکے ڈاکٹر میجر محمد خان صاحب ہیں جو عدن میں کام کرتے ہیں، دوسرا لڑکا درویش احمد خان قادیان میں ہے۔ مرحوم صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے اور آخر دم تک آپ نماز جمعہ اور نماز پنجگانہ مسجد میں ہی ادا کرتے رہے ....''

(الفضل 5/جنوری 1956ء صفحہ 7)

آپ کی اہلیہ حضرت سردار بیگم صاحبہ بھی بفضلہٖ تعالیٰ 1/5 حصہ کی موصیہ تھیں، ان کی خبر وفات بھی یوں محفوظ ہے: ''مسمات سردار بیگم صاحبہ موصیہ صحابیہ والدہ ڈاکٹر محمد خان صاحب کیپٹن بعمر 80 سال 21/01/1946 کو نورنگ ضلع گجرات میں فوت ہوگئیں۔''

(الفضل 6/فروری 1946ء صفحہ 2) (مرحومہ بہشتی مقبرہ قادیان میں دفن ہیں۔)

آپ کی اولاد میں سے ڈاکٹر محمد خان صاحب نے 12/جون 1981ء کو بعمر 74 سال وفات پائی، آپ بفضلہٖ تعالیٰ موصی (وصیت نمبر 12025) تھے، لندن میں دفن ہوئے، یادگاری کتبہ بہشتی مقبرہ ربوہ میں لگا ہوا ہے۔ دوسرے بیٹے راجہ احمد خان صاحب تھے جن کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے باڈی گارڈ کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ ان کے بیٹے مکرم راجہ مسعود احمد ناصر صاحب نے 17/جنوری 2020ء کو 60 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی جرمنی میں وفات پائی۔

(الفضل انٹرنیشنل 14/اپریل 2020ء)

رپورٹ: کلیم احمد کاشمیری۔ نمائندہ الفضل آن لائن سپین

نیشنل اجتماع لجنہ اماء اللہ سپین 2022ء

جماعت احمدیہ میں ذیلی تنظیموں کا قیام سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کی خداداد ذہانت و فطانت اور علمی و انتظامی صلاحیتوں کا آئینہ دار ہے۔ آپؓ نے افراد جماعت کے مرد و زن و بچوں کو اپنی عمر کے لحاظ سے ذیلی تنظیموں میں تقسیم کر کے ان کی روحانی، اخلاقی، معاشی، معاشرتی اور جسمانی ترقی کے سامان منظم صورت میں پیدا فرما دیے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے دنیا بھر میں تنظیمیں سال بھر تعلیمی اور تربیتی پروگرام کرتی رہتی ہیں۔

اسی مقصد کو پورا کرنے کے لیے مجلس لجنہ اماء اللہ سپین نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی منظوری سے 25 اور 26 جون کو مسجد بیت الرحمان والنسیا میں اپنا سالانہ اجتماع منعقد کیا۔ کرونا کی وبا کے بعد یہ پہلا اجتماع تھا جو منعقد ہو رہا تھا۔

اجتماع کا لجنہ اور ناصرات کا نصاب اردو اور سپینش زبان میں تیار کر کے ساری مجالس تک پہنچایا گیا۔

اس سال اجتماع کا عنوان ''خلافت سے محبت'' رکھا گیا تھا۔ لجنہ اور ناصرات کی تقاریر کے عنوانات بھی خلافت سے متعلق ہی رکھے گئے تھے۔ الحمد للہ

اجتماع کے سٹیج کا بیک گراؤنڈ بھی اسی موضوع کو مدنظر رکھتے ہوئے بنایا گیا۔ جمعہ کے دن ہی لجنہ بیرونی جماعتوں سے اور بالنسیا سے آنا شروع ہو گئی تھی۔ اجتماع کے دونوں دن کا آغاز تہجد سے کیا گیا جس میں لجنہ اور ناصرات نے بھی شرکت کی۔ نماز فجر کے بعد درس سنا۔ 25 جون کو پہلے دن اجلاس کی کارروائی تلاوت قرآن کریم سے ہوئی۔ سورہ النور کی آیت 56 کی تلاوت کی گئی اور اردو اور سپینش ترجمہ پیش کیا گیا۔ بعد ازاں نیشنل صدر عابدہ کلیم صاحبہ نے عہد دہرایا۔ نظم کے بعد نیشنل صدر صاحبہ نے مختصر خطاب فرمایا۔ جس میں آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے لجنہ یوکے کے نیشنل اجتماع 2018 کے موقع پر خطاب کا کچھ حصہ اردو زبان میں پڑھ کر سنایا اور بعد اس کا سپینش ترجمہ پیش کیا گیا۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

''اجتماع کا بنیادی مقصد یہ ہوتا ہے کہ آپ کو مل بیٹھنے کا موقع میسر آئے تا کہ لجنہ اماء اللہ میں باہم اتفاق اور اتحاد کا جذبہ پروان چڑھے، یہاں ایسے مختلف پروگرامز کروائے جائیں جو آپ سب کی روحانی اور اخلاقی ترقی کے ساتھ ساتھ مقابلوں میں حصہ لینے والوں کے دینی علم میں اضافہ کا بھی موجب ہوں''

''لجنہ کے عہد میں احمدی خواتین اس بات کا اقرار کرتی ہیں کہ وہ اپنے دین، ملک اور قوم کی خاطر ہر قسم کی قربانی کے لئے تیار رہیں گی اور ناصرات یہ عہد کرتی ہیں کہ وہ اپنے دین، ملک اور قوم کی خدمت کریں گی۔ پس آپ سب کو ان الفاظ پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے۔

ان خواتین اور بچیوں کی طرح بنیں جو اپنے اخلاص اور اپنی قوم اور مذہب کے لئے ہمہ وقت اپنا سب کچھ قربان کرنے کے جذبہ سے دنیا کو منور کرتی ہیں۔ ایسی پاکیزہ اور بے مثال قربانی کے معیار تب ہی حاصل ہو سکتے ہیں جب آپ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر ہر لحاظ سے عمل کرنے والی ہوں۔''

افتتاحی تقریب کے بعد ورزشی مقابلہ جات کا آغاز ہوا۔ ورزشی مقابلہ جات میں، نشانہ بازی، رسہ پھلانگنا، میوزیکل چیئر، باسکٹ بال ڈالنا، غبارہ پھلانا کے مقابلہ جات ہوئے۔ نماز ظہر وعصر کے بعد کھانا پیش کیا گیا اور پھر لجنہ اور ناصرات کے علمی مقابلہ جات کا آغاز ہوا۔ مقابلہ جات میں تلاوت قرآن کریم، حفظ قرآن، نظم اور تقریر کے مقابلہ جات شامل تھے۔

پہلے دن کے اختتام پر نیشنل عاملہ کی میٹنگ ہوئی جس میں اگلے تین ماہ کا پروگرام ترتیب دیا گیا۔

اجتماع کے دوران دوسرے دن کا آغاز بھی تلاوت قرآن کریم اور نظم سے ہوا۔ ناصرات نے اس میں حصہ لیا۔ دوسرے دن فی البدیہہ تقاریر اور پریزنٹیشن کے مقابلہ جات ہوئے۔

اجتماع کے دنوں میں بہترین کھانا پیش کیا گیا اور سارے پروگرام مقرر طے شدہ وقت پر اختتام پذیر ہوئے۔

آخر میں نیشنل صدر صاحبہ نے کامیاب ہونے والی لجنہ اور ناصرات میں انعامات تقسیم کئے۔ اور سب حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ خاص طور پر ڈیوٹی دینے والی لجنہ کا جنہوں نے نہایت دل جمعی سے ہر شعبہ میں کام کیا۔

لجنہ اماء اللہ سپین نے اپنے اجتماع کا اختتام مکرم امیر صاحب کے اختتامی خطاب اور دعا سے کیا۔

مکرم امیر صاحب نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ ہمیں خلافت کے ساتھ مضبوط تعلق رکھنا چاہیے اور اگر کوئی بھی حکم خلیفہ وقت کی طرف سے آئے تو اس پر فوراً عمل شروع کر دینا چاہیے۔ پھر اللہ تعالیٰ خود اسباب پیدا کرنا شروع کر دیتا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہمیں اگر خلافت سے پیار ہے تو ہمیں حضور انور ایدہ اللہ کی ہدایات پر عمل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ آپ نے فرمایا کہ ہمیں جس طرح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا ہوا ہے روزانہ ایک گھنٹے تک اپنے بچوں کے ساتھ مل کر ایم ٹی اے دیکھنا چاہیے۔ اسی طرح ہمیں تبلیغ کی طرف بھی توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اس کے بعد مکرم صدر صاحب انصار اللہ سپین نے امیر صاحب کی تقریر کا اسپینش زبان میں ترجمہ پیش کیا۔ تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے دعا کروائی۔ اور دعا کے ساتھ ہی اجتماع کا اختتام ہوا۔

چار مجالس سے لجنہ، ناصرات اور بچیوں کی مجموعی حاضری 70 رہی۔ الحمد للہ علی ذالک

ہادی علی چوہدری۔ نائب امیر جماعت احمدیہ کینیڈا

ایک شہرہ آفاق صداقت انفاس خطیب

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ

قسط اول

حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمدؒ نے سترہ،اٹھارہ سال کی عمر میں تقاریر کے میدان میں قدم رکھا اور شروع ہی میں سننے والوں کو یہ احساس دلا دیا کہ آپؒ اس صلاحیت کے اعتبار سے بھی ایک امتیازی شان کے حامل ہوں گے۔ چنانچہ قادیان میں بھی اور اسلامیہ کالج لاہور کے انعامی تقریری مقابلہ میں بھی آپؒ کی تقریر سننے والے جانتے تھے کہ آپؒ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس میدان کے بھی زبردست شہسوار تھے۔

آپؒ کی یہ صلاحیت وقت کے ساتھ ساتھ ترقی بھی کرتی گئی اور صیقل بھی ہوتی گئی۔ جامعہ احمدیہ سے تحصیل علم کے بعد جب آپؒ لندن گئے تو وہاں بھی دوران تعلیم اپنے ہم مکتب طلبہ، پروفیسروں اور دیگر علمی حلقوں میں اسلام کی حقانیت اور اس کی تعلیمات کو اعلیٰ اور بالا ثابت کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہ دیتے تھے۔ مسجد فضل لندن میں اپنے پروفیسروں اور طلبہ کو مدعو کر کے انہیں بھی اسلام کے بارہ میں لیکچر دیتے، ان کے ساتھ تبلیغی گفتگو کرتے اور انہیں جماعت کی کتب پیش کرتے۔ اسی طرح بعض اوقات مسجد دیکھنے اور اسلام کے بارے میں معلومات کے حصول کے لئے جو لوگ آتے، آپؒ انہیں بھی لیکچرز اور سوال و جواب کے ذریعہ اسلام کی حسین تعلیم سے روشناس کراتے۔

لندن سے واپسی کے بعد آپؒ خدمات سلسلہ کے میدان میں مختلف مواقع پر تقاریر وغیرہ کرتے رہے۔ البتہ جماعت کے ایک مقرر کے طور پر آپؒ نے جلسہ سالانہ ربوہ 1960ء میں پہلی بار خطاب فرمایا جس کا عنوان تھا ’’تحریکِ وقفِ جدید کی اہمیت‘‘۔ اس پُر اثر خطاب کے بعد خلافت ثانیہ کے عہد میں جلسہ سالانہ کے موقع پر آپؒ نے مسلسل تین سال اور خلافتِ ثالثہ کے عہدمبارک میں آپؒ نے جلسہ سالانہ ربوہ کے سٹیج پر 15 سال نہایت بصیرت افروز تقاریر کیں۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ حضرت نبی کریمؐ کی قوّت قدسیہ 1966ء
2۔ احمدیت نے دنیا کو کیا دیا 1967ء
3۔ فلسفۂ دعا 1968ء
4۔ اسلام اور سوشلزم 1969ء
5۔ حضرت مصلح موعودؓ کی خدمتِ قرآن 1970ء
6۔ حقیقت نماز 1972ء
7۔ اسلام کی نشاۃ ثانیہ خلیفۃ الرّسول سے وابستہ ہے۔ 1973ء
8۔ اسلام کا بطلِ جلیل 1974ء
9۔ اشاعتِ اسلام کے لئے جماعت احمدیہ کی جانفشانی 1975
10۔ قیامِ نماز 1976ء
11۔ فلسفۂ حج 1977ء
12۔ فضائلِ قرآنِ کریم 1978ء
13۔ غزوات میں آنحضرتؐ کا خُلقِ عظیم (غزوۂ احد) 1979ء
14۔ غزوات میں آنحضرتؐ کا خلقِ عظیم (غزوۂ خندق) 1980ء
15۔ غزوات میں آنحضرتؐ کا خُلقِ عظیم (غزوۂ حدیبیہ)1981ء

ان کے علاوہ مجلس خدام الاحمدیہ اور مجلس انصار اللہ کے مرکزی، ضلعی اور مقامی اجتماعات و جملہ تقریبات میں سینکڑوں خطاب کئے جو علم و رُشد سے معمور ہوتے تھے اور مجالس کے لیے ترقی و کامیابی کے حصول کا موجب بنتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیحؒ کے لئے اپنے مخصوص فرائض کی ادائیگی کی وجہ سے جماعتوں میں جانا ممکن نہیں تھا۔ لیکن آپؒ ملک کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک خلیفۃ المسیح کی آواز بن کر مسلسل سفر کرتے تھے اور ان کی تعلیم اور منشاء جماعتوں میں پہنچاتے تھے۔

ایک مقرر اور خطیب

اسلامی روایات کے مطابق جماعت احمدیہ کے ہر امام کی طرح آپؒ کا ہر خطبہ و خطاب تشہد، تعوّذ اور سورۃ الفاتحہ کے ساتھ کسی آیتِ قرآنیہ سے شروع ہوتا تھا اور درمیان میں حسب موقع و ضرورت احادیث رسول اور اقتباسات حضرت مسیح موعودؑ شامل ہوتے تھے جو آپؒ کے بیان کی زینت و شان بھی تھے اور مرکزی خیال بھی۔ زیر بحث موضوع پر آپؒ کا تجزیہ بیحد مکمل، معیّن اور جامع ہوتا تھا اور اس کے پس منظر اور پیش منظر پر پوری نظر ہوتی تھی۔ حسب روایات آپؒ کا ہر خطاب دعائیہ کلمات کے ساتھ اختتام پذیر ہوتا تھا۔

آپؒ کی خطابت میں ایک کامل مقرّر اور خطیب کی جملہ صفات و جوہر بڑے توازن کے ساتھ اجاگر تھے۔ اس میں موقع و محل پر لطائف و مزاح کے نگینے بھی مرصّع ہوتے تھے، رقّت و لطافت بھی اور دلگداز پہلو بھی۔ عین وقت پر جوش و جلال بھی اپنی جولانی دکھاتا تھا اور بروقت انذار و تبشیر کی تجلّیات بھی جلوہ گر ہوتی تھیں۔ آپؒ کا خطاب برجستہ مگر برموقع اشعار سے بھی مزیّن ہوتا تھا اور واقعات، امثلہ، ضرب الامثال، برموقع لطائف اور پُرحکمت اشعار سے بھی پُر رونق ہوتا تھا۔ وہ دلائل و منطق کے زیور سے آراستہ بھی ہوتا تھا اور تحدّیات سے رنگین اور زورآور بھی۔ آپؒ کے خطبے و خطابات کسی بھی ماہر فنّ مقرر کی جملہ خوبیاں تو اپنے اندر رکھتے تھے مگر ان کا اصل گہنا اور تابش وہ سچائی تھی جو دلوں کے پاتال میں جاگزین ہو کر جسم و روح پر ایک گہری تاثیر مرتب کر دیتی تھی۔ آپؒ کا پیغام سچائی تھا اور آپؒ کے خطبوں اور خطابات کا عنوان بھی سچائی تھا۔ لہٰذا اس کا اثر حتمی بھی تھا، ممتاز بھی اور امر بھی۔ چنانچہ خطاب کا مرکزی نکتہ و پیغام کسی لحہ بھی سامع سے اوجھل نہیں ہوتا تھا۔

الغرض آپؒ کے خطبے و خطاب کی اصل تاثیر وہ سچا پیغام تھا جو قرآن کریم، سنّت و حدیث رسول، فرمودات حضرت مسیح موعودؑ کے سوتوں سے پھوٹتے مصفّٰی پانی سے غسل یافتہ تھا۔ چنانچہ آپؒ کی یہ آوازِ حق اپنی تاثیر کی وجہ سے چھوٹے چھوٹے قصبوں سے لے کر دنیا کی یونیورسٹیوں، دانشوروں کے مرکزوں اور چوٹی کے علمی اداروں میں گونجتی رہی۔ آپؒ کے خطابات ان پڑھ شخص سے لے کر تعلیم کی انتہائی چوٹیوں پر جاگزیں دانشوروں تک، سب کو یکساں فیضیاب کرتے تھے۔

حضورؒ کے قابل قدر لیکچرز

1983ء میں آپؒ نے آسٹریلیا کی The University of Canberra کی دعوت پر بعنوان Some Distinctive Features of Islam پر لیکچر دیا اور یونیورسٹی کے پروفیسرز اور طلبہ کو اسلام کی ممتاز خوبیوں سے روشناس کرایا۔

1985ء میں آپؒ نے دنیا کی شہرہ آفاق کیمبرج یونیورسٹی یو کے میں حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش، زندگی، ہجرت اور وفات پر ایک جامع مانع لیکچر دیا اور سامعین کے سوالات کے جواب بھی دیئے جس کا کچھ تذکرہ شروع میں گزر چکا ہے۔

حکومت پاکستان نے اپنے ظالمانہ قوانین کا جواز قائم کرنے کے لئے جماعت احمدیہ کے خلاف ’’قادیانیت، اسلام کے لئے سنگین خطرہ‘‘ کے نام پر قرطاس ابیض شائع کیا تھا۔ حضورؒ نے ان بے بنیاد الزامات کا جواب خطبات جمعہ کے ذریعہ 25 جنوری 1985ء سے شروع کیا جو 13 مئی 1985ء تک جاری رہا۔ یہ خطبات اب ’’زَہَقَ الْبَاطِلُ‘‘ کے نام سے اردو اور عربی میں کتابی شکل میں شائع ہو چکے ہیں جو جماعت کے علم کلام میں انتہائی اہم اور بلند حیثیت کے حامل ہیں۔

سن 1987ء میں حضورؒ نے Revelation, Rationality, Knowledge and Truth کے موضوع پر زیورخ یونیورسٹی سوئزرلینڈ میں ایک معرکہ آراء لیکچر دیا۔ بعد میں آپؒ نے اسی لیکچر کو تفصیل دے کر اسی نام سے ایک عظیم الشان کتاب کی شکل دی اور اسے 1998ء میں ساری دنیا میں شائع کیا گیا۔ اس کے اردو اور عربی تراجم بھی شائع ہو چکے ہیں۔ یہ کتاب دنیا بھر کے دانشوروں سے خراج تحسین حاصل کر چکی ہے۔ آپؒ نے فرمایا کہ ’’یہ میری تمام زندگی کے تجربوں اور علوم کا نچوڑ ہے۔‘‘ اسی طرح آپؒ نے اپنی اس کتاب کے بارہ میں یہ اظہار بھی فرمایا ’’یہ کتاب آئندہ سو سال کی علمی ضرورتیں پوری کرتی رہے گی۔ ہر قسم کے مسئلوں کا حل اس میں آ گیا ہے۔‘‘ آپؒ اس کتاب کے دیباچہ میں تحریر فرماتے ہیں:

’’یہ لیکچر 14 جون 1987ء کو جمعرات کی شام سوا آٹھ بجے یونیورسٹی آف زیورخ کے آڈیٹوریم میں ہوا۔ اس وقت تمام آڈیٹوریم اس قدر بھرا ہوا تھا کہ انتظامیہ کو ایک اور آڈیٹوریم کا بھی انتظام کرنا پڑا جہاں پر یہ لیکچر بذریعہ ٹیلیویژن اور لاؤڈ سپیکر سنا گیا...... یہ وہی آڈیٹوریم ہے جہاں 9 ستمبر 1946ء کو سر وِنسٹن چرچل (Sir Winston Churchill) نے وہ یادگار خطاب دیا تھا جس کا عنوان Let Europe Arise تھا اور یہی لیکچر European Common Market کے وجود کا باعث بنا۔‘‘

جب حضورؒ نے سوئزرلینڈ کی یونیورسٹی آف زیورخ میں یہ خطاب فرمایا تو آڈیٹوریم لبالب بھرا ہوا تھا بلکہ بہت سے لوگ کھڑے بھی تھے۔ اندازہ ہے کہ ڈیڑھ ہزار سے زائد افراد تھے جن میں سے ہزار/بارہ سو مقامی سوئس لوگ تھے۔ خاکسار خود بھی وہاں موجود تھا۔ چنانچہ وہاں کے منتظمین کا کہنا تھا کہ اس آڈیٹوریم کی تاریخ میں صرف دو دفعہ کسی لیکچر میں اتنے لوگوں نے دلچسپی کا اظہار کیا۔ یعنی ایک دفعہ جب چرچل نے وہاں آ کر لیکچر دیا تھا اور دوسری بار یہ تھی جب حضورؒ نے خطاب فرمایا ہے۔

بعد ازاں کتابی شکل میں کتاب Revelation,Rationality, Knowledge and Truth کے نام سے شائع ہوئی تو اس پر تبصرہ کرتے ہوئے برطانیہ کی پارلیمنٹ کے ممبر جناب ٹام کاکس لکھتے ہیں:

’’آج میں حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کے بارے میں کچھ کہنا چاہتا ہوں جو کہ کتاب Ravelation, Rationality, Knowledge and Truth کے مصنف ہیں۔ آپؒ ایک ہمہ جہت

صلاحیتوں کے مالک شخصیت ہیں اور مختلف النوع علوم کے ماہر ہیں۔ آپ ایک حاذق طبیب ہیں اور سائنسی علوم سے بہرہ ور ہیں۔ آپ ایک جید فلاسفر اور منجھے ہوئے شاعر ہیں۔ دراصل آپ گیارھویں اور بارھویں صدی میں گزرنے والے ابن سینااور ابن رشد کی طرح علم کا ایک بے پناہ خزانہ ہیں۔ اور انواع و اقسام کے مضامین اور علم کے مختلف شاخوں پر خوب دسترس رکھتے ہیں۔ اس نہایت وسیع اور گہرے علم کے ساتھ ساتھ جو مختلف جہتوں سے آپ کو حاصل ہے۔ آپ اسلام کی تعلیمات کی حکمت اور عظمت کو سمجھنے میں دیگر تمام دنیا سے بلند ایک ممتاز مقام پر فائز ہیں۔ حقیقت کے منکر اور دہریوں کے خلاف آپ کے دلائل قاطع ہیں۔ اور ایسے ہیں کہ انہیں ان کے ناقابل فہم اور بعید ازعقل خیالات کے بارے میں دوبارہ سوچنے پر مجبور کر دیں گے۔ اس کتاب کی سب سے اہم خصوصیت قرآن کا وہ گہرا اور عظیم علم ہے جو آپ کسی نظریئے کی تائید یا حق میں پیش فرماتے ہیں۔ دراصل مذہبی صحائف کا علم محض ذاتی مطالعے کی بنا پر نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ایک ایسا تحفۂ خداوندی ہے جو صرف چند لوگوں کے ہی حصے میں آتا ہے۔ دراصل یہ تحفۂ خداوندی الہام ہی ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ آپ چند ان خوش نصیب لوگوں میں سے ہیں جو الہام کی نعمت سے حصہ پاتے ہیں۔ وہ چند خوش نصیب جنہیں خدا تعالیٰ اپنی جناب سے اس نعمت عظمیٰ کے لئے چن لیتا ہے۔ میں نہایت وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اسلامی دنیا کے علم وفضل سے بہرہ ور لوگوں کے سردار ہیں۔ اور میں آپ کی عظمت کو سلام کرتا ہوں۔''

(نوٹ: یہ تبصرہ جلسہ سالانہ برطانیہ 1998 ء کے موقع پر جناب ٹام کاکس ممبر پارلیمنٹ ٹوٹنگ نے پیش کیا)

16جون 1989ء کو Hotel Harbor Castle Westin ٹورانٹو کینیڈا میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی کتاب ''مذہب کے نام پرخون'' کے انگریزی میں ترجمہ Murder in the Name of Allah کی تقریب رونمائی منعقد ہوئی۔ اس تقریب میں کینیڈا کی تینوں بڑی سیاسی جماعتوں کے سرکردہ اراکین، کینیڈا کے وزیرخارجہ عزت مآب Joe Clark کے خصوصی نمائندہ، قومی لبرل پارٹی کے کئی ممبر پارلیمنٹ، نیوڈیموکریٹک پارٹی کے لیڈر Bob Raeاور چارشہروں کے میئرز نیز شہر کے مختلف طبقات کے نمائندے، دانشور، تاجر، وکلاء، جرنلسٹ وغیرہ شامل تھے۔ان کے علاوہ اس تاریخی تقریب میں کم وبیش پانچ سو غیر از جماعت دوست تھے۔حضورؒ نے اس بھرپور تقریب میں ''اسلام اور امن عالم'' کے موضوع پر خطاب فرمایا اور بعد میں سوالات کے جوابات دیئے۔

• آپؒ نے 15 اکتوبر 1989ء کو Heathland School Hounslow UK میں برموضوع The Seal of Prophets, His Personality and Character کے عنوان سے لیکچر دیا جس میں لندن کے احبابِ جماعت کے علاوہ علاقہ کے دانشور، سیاستدان اور مذہبی لیڈر بھی موجود تھے۔اس میں آپؒ نے آنحضرتؐ کو مختلف مستشرقین کی طرف سے دیئے گئے خراجِ تحسین کی روشنی میں آپؐ کی حسین سیرت اور آپؐ کی مہر نبوّت کی تاثیرات کے متعدد پہلوؤں کو اجاگر فرمایا۔

• 24 فروری 1990ء کو The Queen Elizbeth II conference Centre London میں آپؒ نے Islam's Response to Contemporary Issues یعنی ''اسلام اور عصر حاضر کے مسائل کا حل'' کے عنوان پرلیکچر دیا۔ اس موقع پر برطانیہ کے آٹھ صد سے زائد سیاستدان، صحافی، مفکّر، یونیورسٹیوں اور کالجوں کے مختلف علوم کے پروفیسر صاحبان، مذہبی علوم کے ماہرین، عربی دان اور دانشور اکابرین موجود تھے۔ اس لیکچر میں کوئی بھی ایسا نہ تھا جو آپؒ کے بیان فرمودہ اسلامی نقطہ نظر کو خراج تحسین دیئے بغیر رہا ہو۔

بعد میں یہ لیکچر کتابی شکل میں شائع ہوا۔اس وقت سے اب تک محققین اور متلاشیانِ حق کے لئے مستقل طور پر اسلامی نقطہ نظر کی وضاحت کے لئے سچی اور تسکین افزاء معلومات مہیّا کرنے کا رہنما سرچشمہ ہے۔ یہ کتاب مسلسل ہر درجہ علم کے قاری سے خراج تحسین وصول کر رہی ہے۔

• 1989ء میں Sydney آسٹریلیا The Philosophy of Revival of Religion کے موضوع پر انتہائی جامع لیکچر دیااور سامعین کے سوالات کے جواب دیئے۔

• اسی سال 12 مارچ 1990ء کو آپ نے Sville University of Spain کی دعوت پر برموضوع ''Islam,A Discourse on the Elementary and Fundamental Teaching'' وہاں کے طلبہ اور پروفیسروں کو خطاب فرمایا اور اسلام کی بنیادی تعلیمات کی حکمت وفلاسفی پر جامع رنگ میں روشنی ڈالی۔

• 1990ء میں آپؒ نے سورۃ فاتحہ کی روشنی میں نماز کے قیام اور اس میں لذّت و جذب پیدا کرنے کے لئے خطبات کا طویل سلسلہ شروع کیا۔ جو ''ذوق عبادت اور آداب دعا'' کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔

• 3 جون 1991ء میں آپؒ نے سرینام میں The Inter-religious Consultsمیں بعنوان Shariah Relationship Between Religion and Politics in Islam لیکچر دیا جس میں اسلام کی تعلیم کی رُو سے حکومت کی سیاست میں مذہبی کردار کے اصولوں پر بصیرت افروز حقیقت بین اظہار خیال فرمایا جو ایک سیکولر حکومت کے لئے مشعل راہ ہے اور جذباتی مذہبی دخل اندازی کے انسداد کے لئے اسلامی تعلیم میں ڈبویا ہوا ہتھیار ہے۔اگر اسے آج دنیا کی مذہبی تنظیمیں لائحہ عمل بنا کر چلیں تو اپنے اپنے ملکوں میں منافرتوں اور فساد کی بجائے امن و سلامتی کے قیام کا موجب بنیں۔

• عراق پر امریکی حملہ کے تناظر میں حضور نے 3اگست 1990تا 15مارچ 1991ء خطبات جمعہ ارشاد فرمائے جو بعد میں اردو میں ''خلیج کا بحران اور نظام جہان نو'' اور انگریزی میں (The Gulf Crisis and The new world Order)اور عربی میں ''کارثۃ الخلیج والنظام العالمی الجدید'' کے عنوان سے شائع ہوئے۔ یہ خطبات عالمی سیاست اور خصوصاً عالم عرب پر مغربی قوموں کے حرص و ہوس پر استوار ظالمانہ سیاسی حملوں کی گہری سازشوں کے حقیقی تجزیات پر مبنی ہیں۔عرب دنیا کے موجودہ حالات میں بھی یہ کتاب ان کے لئے امن وسلامتی کا بصیرت افروز پیغام ہے۔

• 1997ء میں کینیڈامیں جماعت احمدیہ کینیڈا کے جلسہ سالانہ کے موقع پر کینیڈا کے بڑے سیاستدانوں اور دانشوروں کے سامنے ''Universal Moral Values,Politics and World Peace'' کے عنوان پر آپؒ نے خطاب فرمایا اور ان کو اسلام کے مہیّا کردہ خوبصورت اصولوں سے آگاہ کرتے ہوئے دنیا میں امن کے قیام کی طرف متوجّہ فرمایا۔

یہ تو آپؒ کے چند چیدہ چیدہ لیکچروں کا ذکر تھا۔باقی جہاں تک ہر خطبہ جمعہ اور ہر تقریب اور ہر جلسہ میں آپؒ کے خطاب کا تعلق ہے تو وہ جہاں فصاحت و بلاغت کے شاہکار ہوتے تھے وہاں تعلیم و تربیت اور رشد و ہدایت کے سنہری اصولوں سے بھی نگیں دار ہوتے تھے۔ وہ الٰہی بشارتوں کے دوش پر اور قصص قرآنی کے آئینوں میں جماعت کے لئے امید و حوصلہ اور فتح وظفر کی نوید بھی ہوتے تھے اور مخالفین کے لئے نکبت و شکست اور انتباہ و انذار کے پیغامبر بھی۔

جماعت احمدیہ کے خلاف فیصلہ کے بعد حضورؒ کے چند ارشادات

7 ستمبر 1974ء کو حکومت پاکستان نے ایک سیاسی غرض کے لئے مسلمان تنظیموں اور فرقوں کے نام نہاد اتفاق کے نام پر جماعت احمدیہ کو غیرمسلم قرار دیا اور پھر اس فیصلہ کو آئین پاکستان میں شامل کیا۔ اس واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے مخالفین کو اس فیصلہ کی روشنی میں ان کی حیثیت اور جماعت احمدیہ کو اس کے نتیجہ میں عظیم الشان فتح کے سورج کے طلوع کی خوش خبری دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

''یاد رکھو! 7 ستمبر 1974ء کا دن تمہارے لئے رات بن کر آیا ہے اور ہمارے لئے اس دن روشنی کا ایک سورج طلوع ہوا جس نے احمدیت کو بقعہ نور بنا دیا۔تم نے اکٹھے ہو کر اپنے ہاتھوں سے یہ فیصلہ دے دیا کہ آج محمد مصطفیؐ کی پیشگوئی پوری ہوئی اور چونکہ تم اسی فیصلے میں آنحضرتؐ کے نکالے ہوئے نتیجہ کی تکذیب کے مرتکب ہوئے اس لئے وہ پیشگوئی اور بھی زیادہ شان کے ساتھ پوری ہوئی۔تمہاری اس ظالمانہ روش نے یہ فیصلہ کر دیا کہ تم جھوٹے ہو کیونکہ تم نے نتیجہ وہ نکالا ہے جو محمد مصطفیؐ کے نکالے ہوئے نتیجہ کے مخالف ہے۔

پس یہ ہے تمہاری اکثریت اور یہ ہے تمہاری اکثریت کی حیثیت۔ اس اکثریت کی ہمیں ایک کوڑی کی بھی پرواہ نہیں کیونکہ اس اکثریت کی ہمارے آقا و مولا محمد مصطفیؐ کو کوئی پرواہ نہیں۔تم نے ہمیں محمد مصطفیؐ سے کاٹنے کے لئے یہ اقدام کیا تھا مگر اس دن نے تو ہمیشہ کے لئے ہمارا پیوند حضرت محمد مصطفیؐ سے اور بھی زیادہ پکا کر دیا۔ اگر تم سچے ہو نعوذباللہ من ذلك اور محمد مصطفیؐ نعوذباللہ من ذلك غلط ہیں تو ہمیں وہ ایک بننا منظور ہے جو غلط ہو کر بھی ہمارے آقا محمد مصطفیؐ کے ساتھ رہتا ہے۔

ہمیں یہ ہرگز منظور نہیں کہ ہم ان بہتّروں میں شامل ہوں جو ہمارے آقا و مولا محمد مصطفیؐ کو منظور نہیں۔ اس لئے جھوٹا کہو گے، تب بھی ہم اپنے آقا محمد مصطفیؐ کے ساتھ رہیں گے۔سچا کہو گے تو پھر تو ہم ہیں ہی سچے۔ اس لئے اب نکل کے دکھاؤ اس راہ سے۔خود تمہارا بچھایا ہوا دام ہے جس نے تمہیں گھیر لیا ہے۔ ایک بھی تم میں سے باقی نہیں رہا۔شیعہ، سنّی کبھی وہم

بھی نہیں کر سکتے تھے کہ سارے متفق ہو جائیں گے کہ وہ سب اپنے اختلاف عقائد کے باوجود اس مسئلہ پر متفق ہیں اور یہ کہ ان کے بزرگوں کے سارے فتوے جھوٹے ہیں۔ اس دن خدا نے عظیم الشان فتح کا سورج ہمارے لئے طلوع فرمایا۔ ہم اس پر راضی ہیں۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّبَارِکْ وَسَلِّمْ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 17 مئی 1985ء)

1974ء کے اس مذکورہ بالا فیصلے کے بعد اپریل 1984ء میں پاکستان کے فوجی ڈکٹیٹر جنرل ضیاء الحق نے ایک صدارتی آرڈیننس کے ذریعہ احمدیوں کی روزمرہ کی زندگی کو قانون کی نظر میں ایک ناقابل معافی جرم بنا ڈالا۔ اس کی رُو سے اگر احمدی اسلامی شعائر کا استعمال کرتے ہیں تو انہیں قید و بند اور نوع نوع کی سزائیں دی جانے لگیں۔ احمدیہ مساجد اور دیگر عمارات سے کلمہ طیبہ اور قرآنی عبارات کو مٹایا جانے لگا۔ احمدیوں کے سینوں سے کلمہ طیبہ کے بیج نوچے جانے لگے۔ سینکڑوں احمدیوں کو کلمہ طیبہ کی محبت کے جرم میں جیلوں میں ڈالا گیا اور ان پر کئی قسم کا تشدد کیا گیا۔ کئی احمدی اغوا اور شہید ہوئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے پاکستان کے حکمرانوں، سیاستدانوں، اہل فکر و دانش اور عوام کے لئے بعض انتباہ کئے۔ آپؒ نے ان نہایت درجہ ظالمانہ حرکتوں پر بڑے ہی درد کے ساتھ اور دلی ہمدردی کے ساتھ بار بار اہل پاکستان کو خدا کے عذاب سے ڈرایا اور ایسی حرکتوں سے باز نہ آنے کی صورت میں ملکی حالات کی شدید ابتری سے خبردار فرمایا۔

ذیل میں آپؒ کے ایسے بعض منتخب ارشادات درج کئے جا رہے ہیں۔ ان کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ آپؒ نے جن خطرات کی نشاندہی فرمائی تھی، ان تمام خطرات نے الٰہی تقدیر بن کر پورے ملک کو گھیر لیا۔ حتّٰی کہ ملک کے بڑے بڑے علماء بھی قرآنِ کریم کی آیت ''وَضُرِبَتۡ عَلَیۡہِمُ الذِّلَّۃُ وَالۡمَسۡکَنَۃُ'' پڑھ پڑھ کر اسے عذاب الٰہی قرار دینے لگے اور اسے وہی کیفیتِ عذاب قرار دینے لگے جو مسیحؑ کو جھٹلانے کی وجہ سے یہود پر آیا تھا۔ اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَعِبۡرَۃً لِّاُولِی الۡاَبۡصَارِ الٰہی کیفیات کے بارے میں انذار کرتے ہوئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 25 مئی 1784ء میں فرمایا:

•''خطرہ یہ ہے کہ اس وقت جو حالات ہیں اس کے نتیجہ میں اگر سابقہ تقدیر خدا کی چلے تو قوم پر بڑے ہی عذاب کے دن آنے والے ہیں۔ بہت ہی دکھ کے دن مقدر معلوم ہوتے ہیں۔ سابقہ اللہ کی تقدیر تو یہی ہے کہ جو مخالفت کی گئی، جو بد ارادے لے کر لوگ اٹھے وہ ان پر الٹائے گئے۔ فَصَبَّ عَلَیۡہِمۡ رَبُّکَ سَوۡطَ عَذَابٍ ﴿۱۴﴾ اِنَّ رَبَّکَ لَبِالۡمِرۡصَادِ ﴿۱۵﴾ (الفجر:14-15) فَصَبَّ عَلَیۡہِمۡ میں جو اُلٹانے کا نقشہ ہے وہ ہم نے اپنی آنکھوں سے بار ہا پورا ہوتے دیکھا ہے۔ ہر وہ کوشش جو جماعت کے خلاف کی گئی ہے بعینہٖ برعکس نتیجہ لے کر مخالفین کے خلاف ظاہر ہوئی۔ اس لئے اب جو کوششیں ہیں وہ بہت ہی زیادہ گندی اور ناپاک ہیں۔ حالت یہ ہے کہ وہ لوگ جو وطن بنانے والے تھے، جو صف اول کے شہری تھے ان کو اپنے ہی وطن میں بے وطن کر دیا گیا ہے۔ اگر یہ حالت تبدیل نہ ہوئی تو ناممکن ہے کہ یہ سزا اس قوم کو نہ ملے جو مظلوموں اور معصوموں کو یہ سزا دے رہی ہے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 25 مئی 1984ء)

7 ستمبر 1984ء کے خطبہ جمعہ میں حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

•''جب ایک حکومت مظالم میں حد سے بڑھ جاتی ہے تو ایک وقت مقرر ہوتا ہے جس کے بعد خدا کی پکڑ لازماً آجاتی ہے۔ اگر اس ظلم کا نشانہ خدا والے لوگ ہوں تو پھر لازماً اس کی پکڑ آجاتی ہے۔ اگر اس کا نشانہ عام دنیا والے ہوں تو پھر کوئی ضروری نہیں ہے۔ 'جیسی روح ویسے فرشتے' جس قسم کی دنیا ویسی ہی ان کی حکومتیں، خدا کو کیا ضرورت ہے کہ ہر جگہ ظلموں پر ظالم حکومتوں کو پکڑتا رہے۔ لیکن یہ ایک قانون قدرت ہے جس میں کبھی کوئی تبدیلی واقع نہیں ہوتی ساری شریعت کی تاریخ بتا رہی ہے کہ جب بھی کسی سلطان نے خدا کے بندوں پر ہاتھ ڈالا تو اس حکومت کو خدا نے یقیناً تباہ کیا۔ آج کیا ہو یا کل کیا ہو لیکن بالآخر جب خدا کی پکڑ آئی تو وَّلَاتَ حِیۡنَ مَنَاصٍ (ص:4) پھر ان کے بچنے کی کوئی راہ کبھی نظر نہیں آئی۔ لیکن بعض دفعہ اس پکڑ کے ساتھ جس طرح آٹے کے ساتھ گُھن پس جاتا ہے بعض سادہ اور صاف نفس لوگ بھی مارے جاتے ہیں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 7 ستمبر 1984ء)

2 نومبر 1984ء کو حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

•''دنیا کی عدالتیں فیصلہ کیا کرتی ہیں اس سے کوئی انکار نہیں۔ لیکن احکم الحاکمین کے فیصلے بھی ضرور پیچھے آیا کرتے ہیں اور جب خدا کا فیصلہ نافذ ہوتا ہے تو تو پھر ایسی قوموں کا کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ ایسی قومیں جو تکبر میں آ کر اللہ کے بندوں کے خلاف فیصلے دیتی ہیں وہ صفحۂ ہستی سے مٹ جاتی ہیں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 2 نومبر 1984ء)

30 نومبر 1984ء کو حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

•''مَیں اپنے مخالفین کو متنبہ کرتا ہوں کہ احمدیت کی مخالفت سے باز آجاؤ اور اپنی ان حرکتوں سے توبہ کرو...... انہوں نے براہ راست کلمہ طیّبہ پر ہاتھ ڈالنے کا فیصلہ کیا ہوا ہے اور چونکہ وہ قوم کی نمائندگی کر رہے ہیں اور قوم ان کے ہاتھ روک نہیں رہی۔ اس لئے اب اس قوم کو مَیں مخاطب کر کے کہتا ہوں کہ اپنے بڑوں کے ہاتھ اس ظلم سے روک لو جو لازماً تمہیں ہلاک کر دے گا... اگر ساری دنیا بھی کلمہ طیّبہ کو مٹانے کی کوشش کرے گی تو لازماً کلمہ اس دنیا کو ہلاک کر دے گا...... اگر تم کلمے مٹاؤ گے تو خدا کی قسم خدا کی غیرت کا ہاتھ تمہیں لازماً مٹادے گا اور پھر دنیا کی کوئی طاقت تمہیں بچا نہیں سکے گی۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 30 نومبر 1984ء)

7 دسمبر 1984ء کو پھر تنبیہ کرتے ہوئے حضور رحمہ اللہ نے فرمایا:

•''پاکستان پر بہت ہی خوفناک اور دردناک دن آنے والے ہیں اس لئے میں پاکستان کے عوام سے یہ اپیل کرتا ہوں خواہ وہ بریلوی ہوں یا دیوبندی، خواہ شیعہ ہوں یا کسی اور فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں .... کہ اٹھو اور بیدار ہو جاؤ اور ہر اس تحریک کی مخالفت کرو جو کلمہ مٹانے کی تحریک آپ کے پاک وطن سے اٹھتی ہے .... اگر تم وقت پر حرکت میں نہیں آؤ گے تو خدا کی قسم خدا کی تقدیر تمہارے خلاف حرکت میں آجائے گی اور اس ملک کو مٹا کر رکھ دے گی جو آج کلمہ کے نام کو مٹانے کے درپے ہو رہا ہے۔

جس ملک کو کلمہ نے بنایا تھا کلمہ میں اتنی طاقت ہے کہ اگر اس کلمہ کو مٹانے کے لئے وہ سارا ملک بھی اکٹھا ہو جائے تو وہ کلمہ پھر بھی غالب آئے گا اور وہ ملک اس کلمہ کے ہاتھوں سے توڑا جائے گا جس کو کسی زمانہ میں اسی کلمہ نے بنایا تھا۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 7 دسمبر 1984ء)

فوجی آمر ضیاء الحق کو مخاطب کرتے ہوئے حضور رحمہ اللہ نے 14 دسمبر 1984ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

•''جماعت احمدیہ تو خدا کے فضل سے ایک وَلی رکھتی ہے۔ جماعت احمدیہ کا ایک مولیٰ ہے اور زمین و آسمان کا خدا ہمارا مولیٰ ہے۔ خدا کی قسم جب ہمارا مولیٰ ہماری مدد کو آئے گا تو کوئی تمہاری مدد نہیں کر سکے گا۔ خدا کی تقدیر تمہیں ٹکڑے ٹکڑے کر دے گی۔ تمہارے نام و نشان مٹا دیئے جائیں گے اور تمہیں دنیا ہمیشہ ذلّت اور رسوائی کے ساتھ یاد کرے گی۔''

•''خدا کی اس تقدیر سے ڈرو کہ زمین میں تمہارے خلاف تنّاد کی سی کیفیت پیدا ہو جائے۔ ایک دوسرے کو تمہارے ظلم اور جبر کے خلاف آوازیں دینے لگے کہ اٹھو اور اس ظالم کو چکنا چور کر کے رکھ دو، اس کو ملیا میٹ کر دو اور اگر یہ بس نہ چلے تو قومیں دوسری قوموں کو اپنی طرف بلائیں۔ یہ تقدیر الٰہی ہے جو لازماً پوری ہو کر رہے گی۔ آج نہیں تو کل تم اس کا نمونہ دیکھو گے کیونکہ خدا تعالیٰ کے ہاں دیر تو ہے اندھیر کوئی نہیں۔ وہ ڈھیل تو دیا کرتا ہے مگر جب اس کی پکڑ آتی ہے تو وَّلَاتَ حِیۡنَ مَنَاصٍ (ص:4) کی رُو سے بھاگنے کی کوئی جگہ باقی نہیں رہتی۔ ایسا کامل گھیرا پڑ جاتا ہے کہ سوائے حسرت و نامرادی کے اور کچھ بھی انسان کے قبضہ و قدرت میں نہیں رہتا۔ اس وقت وہ یاد کرتا ہے کہ کاش مَیں اس سے پہلے اس دائرے سے باہر نکل چکا ہوتا مگر نکلنے کی کوئی راہ باقی نہیں ہوتی۔ افسوس ہے ان قوموں پر جو ایسے وقت تک انتظار کریں کہ جب خدا کی تقدیر ایسی غضبناک ہو چکی ہو تو ان سربراہوں کے ساتھ قوم پر بھی خدا کی ناراضگی کا عذاب ٹوٹ پڑے۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 14 دسمبر 1984ء)

آپؒ نے 28 دسمبر 1984ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

•''جماعت احمدیہ کو کلیۃً نیست بھی کر دیں تب بھی خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ ہی جیتے گی کیونکہ خدا کے شیروں کے ہاتھ دنیا میں کوئی نہیں باندھ سکتا۔ یہ زنجیریں لازماً ٹوٹیں گی اور لازماً یہ زنجیریں باندھنے والے خود گرفتار کئے جائیں گے۔ یہ ایک ایسی تقدیر ہے جسے دنیا میں کوئی نہیں بدل سکتا۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 28 دسمبر 1984ء)

یکم مارچ 1985ء کو حضور رحمہ اللہ نے اہل پاکستان کو کلمہ طیّبہ کی خاطر غیرت دکھانے کی طرف توجہ دلائی اور اسی کے پیش نظر انہیں انذار بھی کیا کہ:

•''اے اہل پاکستان! مَیں تمہیں خبردار اور متنبّہ کرتا ہوں کہ اگر تم میں کوئی غیرت اور حیا باقی ہے تو آؤ اور اس پاک تحریک میں ہمارے ساتھ شامل ہو جاؤ۔ کلمہ، اس کی عزت اور اس کی حُرمت کو قائم کرو اور دنیا کے کسی آمر اور کسی آمر کی پولیس اور فوج سے خوف نہ کھاؤ۔ یہ وقت ہے اپنی جان کو خدائے جان آفرین کے سپرد کرنے کا۔ یہ وقت ہے خدا کی خاطر ہر طرح کی قربانیاں پیش کرنے کا۔ یہ وقت ہے یہ ثابت کرنے کا کہ ہم محمد مصطفیٰؐ کے آگے بھی لڑیں گے اور پیچھے بھی لڑیں گے اور دائیں بھی لڑیں گے اور بائیں بھی لڑیں گے اور آپؐ کی عزت اور ناموس پر کسی کو حملہ نہیں کرنے دیں گے۔

پس اے اہل پاکستان! اگر تم اپنی بقا چاہتے ہو تو اپنی جان، اپنی روح، اپنے کلمہ کی حفاظت کرو۔ مَیں تمہیں متنبہ کرتا ہوں کہ اس کلمہ میں جس طرح بنانے کی طاقت ہے اسی طرح مٹانے کی بھی طاقت موجود ہے۔ یہ جوڑنے والا کلمہ بھی ہے اور توڑنے والا بھی۔ مگر ان ہاتھوں کو توڑنے والا ہے جو اُس کی طرف توڑنے کے لئے اٹھیں۔ اللہ تمہیں عقل دے اور تمہیں ہدایت نصیب ہو۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ یکم مارچ 1985ء)

(باقی 20 اگست کو ان شاء اللہ)

مولانا عطاء المجیب راشد۔ امام مسجد فضل لندن

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کی غرض احیائے دین اور قیامِ شریعت

تقریر جلسہ سالانہ برطانیہ 2022ء

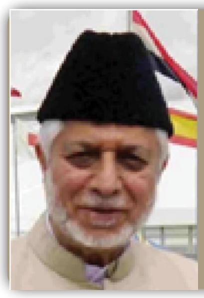

یہ موضوع ہم سب کے لئے بہت گہرا اور علمی موضوع ہے جو بہت توجہ سے پڑھنے اور سمجھنے کے لائق ہے۔ یاد رہے کہ احیائے دین اور قیامِ شریعت کے حوالے سے یحی الدین ویقیم الشریعۃ کے الفاظ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی جماعت احمدیہ کو تین بار الہاماً عطا ہوئے۔

ایک موقع پر آپ نے اس کا اردو ترجمہ اس طرح فرمایا ہے: زندہ کرے گا دین کو اور قائم کرے گا شریعت کو۔

(براہین احمدیہ، روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 590)

یاد رہے کہ اس الہام الٰہی میں حضرت مسیح موعود کی بعثت کا جو مقصد بیان کیا گیا ہے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث میں بھی بیان فرمایا گیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آنے والے مسیح اور مہدی کے بارہ میں فرمایا: یقیم الناس علی مِلّتی وَ شریعتی ویدعوھم الی کتاب اللہ عزوجل

(بحار الانوار جلد 51 صفحہ 73)

کہ وہ لوگوں کو میرے دین اور میری شریعت پر قائم کرے گا۔ اور کتاب اللہ عزوجل (قرآن مجید) کی طرف دعوت دے گا۔

حضرت مسیح ومہدی علیہ السلام نے اپنی بعثت کے مقاصد خود بھی بیان فرمائے ہیں۔ یہ ہماری بہت خوش قسمتی ہے کہ آپ نے خود اس بارہ میں ہماری راہنمائی فرمائی ہے۔ چند منتخب حوالے پیش کرتا ہوں جن سے اس موضوع کی وسعت گہرائی اور اہمیت کا علم ہوتا ہے۔

- آپ نے فرمایا۔

''مَیں اس لئے بھیجا گیا ہوں کہ تا ایمانوں کو قوی کروں اور خدا تعالیٰ کا وجود لوگوں پر ثابت کر کے دکھلاؤں۔۔۔۔سو میں بھیجا گیا ہوں کہ تا سچائی اور ایمان کا زمانہ پھر آوے اور دلوں میں تقویٰ پیدا ہو۔

(کتاب البریہ صفحہ 291-293)

- پھر فرمایا۔

''خدا نے مجھے دنیا میں اس لئے بھیجا کہ تا مَیں حِلم اور خُلق اور نرمی سے گم گشتہ لوگوں کو خدا اور اس کی پاک ہدایتوں کی طرف کھینچوں اور وہ نور جو مجھے دیا گیا ہے اس کی روشنی سے لوگوں کو راہ راست پر چلاؤں۔''

(تریاق القلوب صفحہ 13-14)

- آپ مزید فرماتے ہیں۔

''وہ کام جس کے لئے خدا نے مجھے مامور فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ خدا میں اور اس کی مخلوق کے رشتہ میں جو کدورت واقع ہوگئی ہے اس کو دُور کر کے محبت اور اخلاص کے تعلق کو دوبارہ قائم کروں۔''

(لیکچر لاہور، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 180)

- پھر فرمایا۔

''میرا کام یہ ہے کہ آسمانی نشانوں کے ساتھ خدا کی توحید کو دنیا میں دوبارہ قائم کروں۔''

(ضمیمہ رسالہ جہاد صفحہ 1)

- مزید فرمایا۔

''خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں کیا یورپ اور کیا ایشیا اُن سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دینِ واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کے لئے میں دنیا میں بھیجا گیا ہوں۔''

(الوصیت صفحہ 10-11)

- پھر آپ فرماتے ہیں۔

''مَیں ظاہر ہوا ہوں تا خدا میرے ذریعہ سے ظاہر ہو۔ وہ ایک مخفی خزانے کی طرح تھا مگر اب اُس نے مجھے بھیج کر ارادہ کیا کہ تمام دہریوں اور بے ایمانوں کا مُنہ بند کرے جو کہتے ہیں کہ خدا نہیں۔''

(اشتہار منسلکہ حقیقۃ الوحی صفحہ 617)

- آپ مزید فرماتے ہیں۔

''مَیں وہی ہوں جو وقت پر اصلاحِ خلق کے لئے بھیجا گیا تا دین کو تازہ طور پر دلوں میں قائم کر دیا جائے۔''

(فتح اسلام جلد 3 صفحہ 8)

- پھر آپ مزید فرماتے ہیں۔

''میں اخلاقی و اعتقادی و ایمانی کمزوریوں اور غلطیوں کی اصلاح کے لئے دنیا میں بھیجا گیا ہوں۔''

(اربعین، روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 343)

- مزید فرمایا۔

''میں اس لئے آیا ہوں تا لوگ قوتِ یقین میں ترقی کریں۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 1)

- پھر آپ نے فرمایا۔

''خدا نے مجھے مامور کیا ہے تا کہ میں دنیا کو دکھلادوں کہ کس طرح پر انسان اللہ تعالیٰ تک پہنچ سکتا ہے۔''

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 52)

- ایک اور جگہ فرمایا۔

''خدائے تعالیٰ نے اس غرض سے اس عاجز کو بھیجا ہے کہ تا روحانی طور پر مردے زندہ کئے جائیں۔''

(ازالہ اوہام، روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 103)

بعثت کے ان جامع اور وسیع مقاصدِ عالیہ سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو دنیا میں ایک عالمگیر اور روحانی انقلاب برپا کرنے کے لئے بھیجا۔ آپ نے اپنی زندگی کا ایک ایک لمحہ ان مقاصد کی خاطر وقف کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ اس مقدس جہاد میں کامیاب و کامران ہوئے۔

احیائے دین اسلام اور قیامِ شریعت اسلامیہ کا یہ مقدس سفر کیسے شروع ہُوا اور کس طرح تکمیل کو پہنچ رہا ہے۔ آیئے! اس ایمان افروز سفر کا ایک مختصر جائزہ لیتے ہیں۔

19 ویں صدی عیسوی کے آخر میں عیسائیت ساری دنیا پر چھائی ہوئی تھی۔ بالخصوص ہندوستان میں عیسائی منّادوں کی یلغار اپنے عروج پر تھی۔ ان کی سوچ یہ تھی کہ ایک دن وہ خانہ کعبہ پر بھی عیسائیت کا پرچم لہرا دیں گے۔ نعوذ باللہ ان حالات میں اللہ تعالیٰ کی تقدیر جوش میں آئی۔ قادیان کی بستی سے ایک نفسِ پاک کا انتخاب ہُوا۔ فرشتوں نے اسے دیکھ کر کہا کہ اِذا رجل یحبّ رسول اللّٰہ کہ یہ ہے وہ مقدس وجود جو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا عاشق زار ہے اور یہی ہے جو اسلام کا بہترین دفاع کرتے ہوئے اسلام کو ساری دنیا میں فتح یاب کرسکتا ہے۔

حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے پُرسوز دعاؤں سے احیائے اسلام کے مقدس جہاد کا آغاز فرمایا۔ یہ ایسی دعائیں تھیں جن میں ہم سب کے آقا رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی غارِ حراء میں کی جانے والی دعاؤں کی جھلک پائی جاتی تھی۔ درد بھرے دو اشعار سے آپ کی اس کیفیت کا اندازہ لگایئے۔

میرے آنسو اس غمِ دل سوز سے تھمتے نہیں
دیں کا گھر ویراں ہے اور دنیا کے ہیں عالی منار
دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعفِ دینِ مصطفےٰ
مجھ کو کر اے میرے سلطاں! کامیاب و کامگار

خدائے ذو العرش نے آپ کی ان عاجزانہ دعاؤں کو قبول فرمایا اور دیکھتے ہی دیکھتے اسلام کا یہ محافظ اللہ تعالیٰ کی غالب نصرت کی برکت سے مذہبی دنیا پر چھا گیا۔ اسلام کے جسدِ بے جان میں زندگی پڑ گئی۔ عیسائی منّاد اور دیگر مذاہب کے مذہبی رہنما بھی میدان مقابلہ سے بھاگنے لگے۔ آپ نے سب مخالفین کو نشان نمائی کے مقابلہ کی دعوت دی لیکن نتیجہ کیا ہوا؟ آپ فرماتے ہیں۔

آزمائش کے لئے کوئی نہ آیا ہر چند
ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

جہاں تک عیسائیت کا تعلق ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے عیسائیت کے بنیادی عقائد، ابنیّتِ مسیح، الوہیتِ مسیح، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی صلیبی موت اور کفّارہ کے عقائد کی زوردار براہین سے تردید فرمائی۔ آپ نے ان موضوعات پر کتب بھی لکھیں اور عیسائیوں سے مناظرات بھی کئے۔

اس طرح کسرِ صلیب کی پیشگوئی کا معجزانی ظہور آپ کے ذریعہ ہوا۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کا اعتراف آپ کے مخالف مسلمانوں نے بھی کیا۔ ایک مثال عرض کرتا ہوں کہ نور محمد صاحب مالک اصح المطابع نے صاف لفظوں میں اعتراف کیا کہ وفاتِ مسیح ثابت کرنے سے مسیح موعود علیہ السلام نے ''ہندوستان سے لے کر ولایت تک کے پادریوں کو شکست دے دی''

(دیباچہ معجز نما کلاں قرآن شریف صفحہ 30)

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی دلی تڑپ اور تمنا تھی کہ ساری دُنیا میں اِسلام کا بول بالا اَور غلبہ ہو۔ یہ سوچ اَور فکر آپؑ کو ہمیشہ دامن گیر رہتی۔ دن رات غلبۂ اسلام کی دعاؤں سے آپ کی زبان تر رہتی۔ آپ کے اِس بے تاب جذبے کا اندازہ اس ایمان افروز روایت سے ہوتا ہے جو حضرت مفتی محمد صادقؓ کی بیان کردہ ہے۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ۔

ایک دفعہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاس کمرہ میں بیٹھے تھے حضورؑ ایک کتاب کی تصنیف میں مصروف تھے۔ دروازے پر کسی شخص نے خوب زوردار دستک دی۔ آپؑ نے مجھے اِرشاد فرمایا کہ جاکر معلوم کروں کہ کون ہے اور کس غرض سے آیا ہے؟ میں نے دروازہ کھولا تو دستک دینے والے نے بتایا کہ مولوی سیّد محمد احسن امروہوی نے بھجوایا ہے کہ حضورؑ کی خدمت میں یہ خوشخبری عرض کی جائے کہ آج فلاں شہر میں اُن کا ایک غیراحمدی مولوی سے مناظرہ ہوا اور اُنہوں نے اُس

مولوی کو شکستِ فاش دی۔ اُس کو بہت رگیدا اَور وہ مولوی بالکل لاجواب ہوگیا۔حضرت مفتی صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ جب مَیں نے یہ سارا پیغام مِن وعَن حضورؑ کی خدمت میں عرض کیا تو حضورسُن کرمسکرائے اَورفرمایا کہ اُن کے اِس طرح زوردار دَروازہ کھٹکھٹانے اَور فتح کا اِعلان کرنے سے مَیں یہ سمجھا تھا کہ شائد وہ یہ خبرلائے ہیں کہ یورپ مسلمان ہوگیا ہے!

(سیرت المہدی حصہ اول صفحہ 289-290)

احیائے دین کا جذبہ

اس حوالہ سے ایک اور واقعہ پیش کرتا ہوں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دل میں احیائے دین کا جذبہ بے انتہا تھا۔حضرت مولوی فتح الدین صاحبؓ نے ایک رات آپ کو سخت درد کی وجہ سے نہایت کربناک حالت میں دیکھا۔ صبح اس کا ذکرحضور سے کیا تو آپ نے فرمایا۔

’’میاں فتح الدین! کیا تم اس وقت جاگتے تھے؟‘‘

پھر فرمایا۔

’’اصل بات یہ ہے جس وقت ہمیں اسلام کی مہم یاد آتی ہے اور جو مصیبتیں اس وقت آرہی ہیں ان کا خیال آتا ہے تو ہماری طبیعت سخت بے چین ہو جاتی ہے اور یہ درد ہے جو ہمیں اس طرح بیقرار کر دیتا ہے۔‘‘

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ دن رات کا بھر پور جہاد احیائے اسلام اور اقامتِ شریعت کا مضمون بہت وسیع، گہرا اور دقیق ہے۔مختصر الفاظ میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے اسلام کو ایک نئی زندگی عطا فرمائی۔ آپ نے زندہ خدا کی زندہ اور ایمان افروز تجلیات کے نشانات دکھا کر اسلام کی عظمت کو فروزاں کیا۔مسلمانوں میں مروّجہ غلط عقائد کی پُرزور اور مدلّل تردید فرمائی۔ 30 قرآنی آیات سے وفاتِ مسیح علیہ السلام ثابت کی۔ اور صحیح اسلامی عقائد کو ایک جلالی عظمت اور شان کے ساتھ پیش فرمایا۔ اپنے دو طرفہ مشن یعنی احیائے دینِ اسلام اور قیامِ شریعتِ اسلامیہ کو خدائی تائید ونصرت سے ساری دنیا پر آشکار فرمایا اورحقیقی اسلام کی روشن تعلیم پر عمل کرنے والی حقیقی مومنوں کی عالمگیر جماعت احمدیہ قائم فرمائی جو اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے سایہ میں اب تک دنیا کے 213 ملکوں میں مستحکم بنیادوں پر قائم ہو چکی ہے اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ایک شجرہ طیبہ کی طرح ساری دنیامیں بڑی سرعت سے ترقی پذیر ہے۔ بلا خوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ آج عالَمِ احمدیت پر سورج کبھی بھی غروب نہیں ہوتا۔

جل رہا ہے سارا عالَم دھوپ میں بے سائباں
شکرِ مولیٰ کہ ہمیں یہ سایۂ رحمت ملا

الحمد للّٰہ علی ذالک۔

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے ذریعہ احیائے دین اور قیام شریعت کے حوالہ سے آپ کی دن رات کی مساعی اور زندگی کے آخری مرحلہ تک بے لوث خدمات کا تذکرہ ایک ناپیدا کنار سمندر کی مانند ہے۔ چند امور اشارۃً ذکر کرتا ہوں۔

حضرت مسیح پاک علیہ السلام نے اسلامی تعلیمات کی فضیلت اورعظمت بیان کرتے ہوئے قریباً 90 کتابیں تحریر فرمائیں جو 23 جلدوں میں روحانی خزائن کے نام سے شائع شدہ ہیں۔ان میں سے بہت سی کتب کے تراجم دنیا کی متعدد زبانوں میں ہو چکے ہیں۔ آپ کی مبارک زبان سے جاری ہونے والے پُر حکمت کلمات، ملفوظات کی دس جلدوں میں شائع شدہ ہیں اور علم وحکمت کا ایک وسیع ذخیرہ ہیں۔ یہ ذخائر مسلمان کہلانے والوں کے لئے بھی روحانی مائدہ ہیں اور دیگر مذاہب کے لوگوں کے لئے بھی شمع ہدایت کا کام دے رہے ہیں۔آپ کا یہ روحانی ورثہ ابد الآباد تک احیائے دین اور قیامِ شریعت کا زندہ جاوید ورثہ ہے جسے انصاف پسند قارئین ہمیشہ سراہتے رہے ہیں۔اس علمی خزانہ کے بارہ میں خود آپ نے فرمایا:

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

جماعت احمدیہ کا قیام حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی بعثت کے اغراض و مقاصد کو دوام عطا کرنے کے لئے جب اذنِ الٰہی سے جماعت قائم کرنے اور اس غرض سے بیعت کا آغاز فرمایا تو اوّلین بیعت کرنے والوں کے ناموں کے اندراج کے لئے ایک رجسٹر بنوایا اور اس پر یہ الفاظ لکھوائے۔

’’بیعت توبہ برائے حصولِ تقویٰ و طہارت‘‘

یہ الفاظ آپ کی بعثت اور جماعت کی غرض و غایت کی خوب وضاحت کرتے ہیں۔ پھر آپ نے بیعت کے لئے جو دس بنیادی شرائط مقرر فرمائی ہیں وہ تو ساری کی ساری اسلامی تعلیمات کا نچوڑ اور خلاصہ ہیں۔ یہی دس شرائط ہیں جو جماعت احمدیہ کی بنیاد ہیں۔ اور انہی شرائط کی پابندی سے مسیح پاک علیہ السلام کی آمد کے بنیادی مقاصد، احیائے دین اور قیامِ شریعت کی تکمیل ہوتی ہے۔

ایک اعتراف

برِصغیر کی مشہور علمی شخصیت، علامہ نیاز فتح پوری نے حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے مقدس ہاتھوں سے قائم کی جانے والی احمدیہ جماعت کے اعلیٰ مومنانہ کردار کو سراہتے ہوئے جو تبصرہ کیا وہ یاد رکھنے کے لائق ہے۔ آپ نے لکھا۔

’’اس میں کلام نہیں کہ انہوں نے یقیناً اخلاقِ اسلامی کو دوبارہ زندہ کیا اور ایک ایسی جماعت پیدا کر کے دکھا دی جس کی زندگی کو ہم یقیناً اُسوہ نبی کا پرتو کہہ سکتے ہیں۔‘‘

(رسالہ نگار لکھنؤ ماہ نومبر 1959ء)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آمد کا دوسرا مقصد قیامِ شریعت تھا۔

اس سلسلہ میں آپ نے احکامِ شریعت کے حوالہ سے سب سے پہلے خود اپنا عملی نمونہ پیش فرمایا۔ اور پھر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے آپ کے اس پاک نمونہ کو دیکھ کر آپ کے جاں نثار متبعین نے بھی اسی اسلوب کو اپنایا اور قیامِ شریعت کا سلسلہ وسیع سے وسیع تر ہوتا چلا گیا۔

قیامِ شریعت کے حوالہ سے حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے بابرکت نمونہ پر نظر کرتے ہیں۔نموناً چند مثالیں عرض کرتا ہوں۔

(1) سیالکوٹ میں قیام کے دوران جب آپ کچہری سے گھر واپس تشریف لاتے تو دروازہ میں داخل ہونے کے بعد دروازہ کو پیچھے مڑ کر بند نہیں کرتے تھے تا کہ گلی میں اچانک کسی غیرمحرم پر نظر نہ پڑ جائے۔ بلکہ دروازہ میں داخل ہوتے ہی دونوں ہاتھ پیچھے کرکے پہلے دروازہ بند کر لیتے اور پھر پیچھے مڑ کر زنجیر لگایا کرتے تھے۔

(حیات طیبہ صفحہ 20)

(2) ایک دفعہ آپ گورداسپور تشریف لے گئے۔سخت گرمی کا موسم تھا۔آپ کے لئے مکان کی چھت پر چارپائی بچھا کر بستر تیار کیا گیا۔ آپ نے بستر دیکھا تو اس طرح پیچھے ہٹے جس طرح کوئی خطرناک چیز سے ڈر کر پیچھے ہوتا ہے۔فرمایا میں ہرگز ہرگز اس جگہ سو نہیں سکتا کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس چھت پر منڈیر نہ ہو اس پر سونا نہیں چاہیے۔چنانچہ حضور علیہ السلام غضب کی گرمی کے باوجود اندر کے کمرے میں سو گئے۔

(اصحاب احمد جلد پنجم صفحہ 563)

(3)نمازوں کے وقت پر ادا کرنے کا یہ حال تھا کہ عدالت میں مقدمات کی کاروائی کے دوران بھی کبھی کوئی نماز قضا نہیں ہونے دیتے تھے۔ کچہری میں عین نماز کا وقت آجاتا تو آپ کمال محویت اور ذوق و شوق سے نماز میں مصروف رہتے۔ سیر کے دوران نماز کا وقت ہو جاتا تو راستہ میں ہی احباب کے ساتھ وقت پر نماز باجماعت ادا فرماتے۔

(سیرت المہدی جلد 3 صفحہ 34)

(4) سوئے ہوئے آدمی کو نماز کے لئے بیدار کرتے وقت ہمیشہ آپ پانی کے ہلکے ہلکے چھینٹوں سے جگایا کرتے تھے۔ وجہ پوچھی گئی تو فرمایا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طریق مبارک تھا اور میں اسی پر عمل کرتا ہوں۔

(تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 120)

قیام شریعت کے حوالے سے یہ چند مثالیں بطور نمونہ پیش کی ہیں۔

اب ذرا دیکھیں کہ آپ کے متبعین نے کس وفاداری سے اسلامی تعلیمات پر عمل کیا اور اپنی زندگیوں میں قیامِ شریعت اور پاک تبدیلیوں کے شاندار نمونے پیش کئے۔اپنے اعمال سے انہوں نے ثابت کر دیا کہ وہ مسیح زماں کے سچے مطیع اور جاں نثار ہیں۔

(1)حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک دفعہ مسجد اقصیٰ قادیان میں لیکچر دے رہے تھے کہ بابا کریم بخش صاحب سیالکوٹی کسی کام کے لئے باہر گئے۔ واپس آ رہے تھے کہ حضور کے یہ الفاظ ان کے کانوں میں پڑے کہ بیٹھ جاؤ۔ یہ الفاظ حضور نے مسجد کے اندر موجود لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمائے تھے۔ لیکن کریم بخش صاحب الفاظ سنتے ہی فوراً بازار میں بیٹھ گئے اور بیٹھے بیٹھے مسجد اقصیٰ کی سیڑھیوں پر پہنچے اور حضور کی تقریر سنی۔

اتباعِ شریعت کی دو اور مثالیں پیش کرتا ہوں۔

(2)ایک دفعہ نماز کے بعد حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ مسجد سے باہر تشریف لے جانے لگے تو دروازہ کے قریب ایک صاحب نماز ادا کر رہے تھے حضور فوراً وہاں کھڑے ہو گئے اور جب تک وہ صاحب نماز پڑھتے رہے آپ وہیں کھڑے رہے اور نمازی کے نماز سے فارغ ہونے کے بعد تشریف لے گئے۔

(3)سیرالیون کے علی روجرز صاحب نے احمدیت قبول کی تو اُس وقت وہ نوجوان تھے اور ان کی بارہ بیویاں تھیں۔ جماعت کے مربی مولانا نذیر احمد علی صاحب نے انہیں فرمایا کہ اب آپ احمدی ہو چکے ہیں اس لئے قرآنی تعلیم کے مطابق صرف چار بیویاں رکھ سکتے ہیں۔باقی کو طلاق اور نان نفقہ دے کر رخصت کر دیں۔ انہوں نے نہ صرف اس ہدایت پر فوراً عمل کیا بلکہ مربی سلسلہ کے کہنے پر ادھیڑعمر کی چار بیویاں اپنے پاس رکھیں اور نوجوان بیویوں کو رخصت کر دیا۔

یہ چند مثالیں کس خوبصورتی سے واضح کرتی ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خود اور آپ کے وفاشعار متبعین نے احیائے دین اور اقامتِ شریعت کے لئے کیسے کیسے ایمان افروز نمونے قائم فرمائے ہیں۔اور یہ سلسلہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج بھی جاری و ساری ہے۔

خدمات کا اعتراف

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ساری زندگی احیائے دین اور قیام شریعت کی خاطر فقید المثال مسلسل جہاد فرمایا۔اس کا ایک مختصر خاکہ آپ کے سامنے رکھا ہے۔ یقیناً اس مختصر ذکر سے اِس کا پورا حق تو ادا نہیں ہوسکتا۔ ہاں اس کا کچھ اندازہ ان بے لوث بیانات سے بھی ہوسکتا ہے جن کا اظہار آپ کی رحلت پر غیر از جماعت انصاف پسند لوگوں کی طرف سے ہوا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے: والفضل ما شهدت به الاعداء کہ خوبی وہی ہے جس کا اعتراف دشمن بھی کریں۔

اس اعترافِ حق کے چند حوالے پیش کرتا ہوں:

(1)براہین احمدیہ کی اشاعت پر مولوی محمد حسین بٹالوی صاحب نے ہمیشہ مخالفت کرنے کے باوجود لکھا:

’’میری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں اور موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں شائع نہیں ہوئی‘‘

(2)اسلامی اصول کی فلاسفی کے مشہور لیکچر کے بعد اخبار جنزل و گوہر آصفی نے لکھا:

’’حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے اس میدان مقابلہ میں اسلامی پہلوانی کا پورا حق ادا فرمایا... یہ مضمون سب پر بالا رہا‘‘

(3)اخبار وکیل امرتسر نے آپ کی وفات پر لکھا:

’’بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو‘‘

اخبار نے آپ کو فتح نصیب جرنیل کا خطاب بھی دیا۔ نیز لکھا:

’’مرزا صاحب کی خدمت آنے والی نسلوں کو گرانبارِ احسان رکھے گی‘‘

(4)اخبار البشیر نے لکھا۔

’’اس سے انکار نہیں ہوسکتا کہ حضرت اقدس اس زمانہ کے نامور مشاہیر میں سے تھے‘‘

(5)کرزن گزٹ دہلی نے لکھا۔

’’کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا‘‘

(6)پاؤنیر الہ آباد نے لکھا۔

’’قادیان کا نبی ایک ایسا انسان تھا جو ہر روز دنیا میں نہیں آیا کرتے‘‘

(7)تہذیب نسواں رسالہ نے لکھا۔

’’وہ نہایت باخبر عالِم، بلند ہمت، مصلح اور پاک زندگی کا نمونہ تھا‘‘

(8)صادق الاخبار نے لکھا۔

’’واقعی مرزا صاحب نے حق حمایتِ اسلام کا کماحقہ ادا کر کے خدمتِ دینِ اسلام میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا‘‘

یہ چند اعترافات بطور نمونہ پیش کئے ہیں جن سے غیروں کی زبان سے مسیح پاک علیہ السلام کی عظمتِ شان اور خدماتِ دینیہ کا برملا اعتراف خوب کھل کر سامنے آجاتا ہے۔

مضمون کے آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بابرکت اور پُرحکمت ارشادات میں سے ایک ارشاد پیش کرتا ہوں جو ہم سب کو بیدار کرنے کے لئے بہت کافی ہونا چاہئے۔

• بہت توجہ سے پڑھنے والا اور ہمیشہ یاد رکھنے والا ارشاد ہے آپ فرماتے ہیں۔

’’یاد رکھو۔ ہماری جماعت اس بات کے لیے نہیں ہے جیسے عام دنیا دار زندگی بسر کرتے ہیں۔ نِرا زبان سے کہہ دیا کہ ہم اس سلسلہ میں داخل ہیں اور عمل کی ضرورت نہ سمجھی۔ میں تم سے یہ نہیں چاہتا کہ صرف زبان سے ہی اقرار کرو اور عمل سے کچھ نہ دکھاؤ۔ یہ نکمی حالت ہے۔ خدا تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتا۔ اور دنیا کی اس حالت نے ہی تقاضا کیا کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اصلاح کے لیے کھڑا کیا ہے۔ پس اب اگر کوئی میرے ساتھ تعلق رکھ کر بھی اپنی حالت کی اصلاح نہیں کرتا اور عملی قوتوں کو ترقی نہیں دیتا بلکہ زبانی اقرار ہی کو کافی سمجھتا ہے۔ وہ گویا اپنے عمل سے میری عدمِ ضرورت پر زور دیتا ہے۔ پھر تم اگر اپنے عمل سے ثابت کرنا چاہتے ہو کہ میرا آنا بے سود ہے، تو پھر میرے ساتھ تعلق کرنے کے کیا معنے ہیں؟ میرے ساتھ تعلق پیدا کرتے ہو تو میری اغراض و مقاصد کو پورا کرو۔ یاد رکھو کہ وہ جماعت جو خدا تعالیٰ قائم کرنی چاہتا ہے۔ وہ عمل کے بدوں زندہ نہیں رہ سکتی۔ پس اس کی قدر کرو اور اس کی قدر یہی ہے کہ اپنے عمل سے ثابت کر کے دکھاؤ کہ اہل حق کا گروہ تم ہی ہو۔‘‘

(ملفوظات جلد 3 صفحات 370-371)

اللہ تعالیٰ ہمیں ان ارشادات پر واقعی طور پر عمل کرنے کی توفیق اور سعادت عطا فرمائے آمین۔

عمر بھر رہے یہ خلافت کا سایہ

کیا خلعتِ خلافت سجتی ہے تیرے سر پر
لاکھوں ایاز آقا مرتے ہیں تیرے در پر

جلسہ میں جب تُو آئے اور عجب شان سے چلے
سب جھوم جھوم اٹھیں رہبر ہے اپنے سر پر

قدرت نے ثانیہ کی قدرت ہمیں دکھائی
صدقہ ہے مصطفٰی کا سایہ فلک کا سر پر

ہر خوف سے وراء تُو، ہر نور تجھ کو حاصل
لے کر فرشتے رحمت اترے تمہارے سر پر

یہ پانچواں ہے در جو کھولا خدا نے ہم پر
صدیوں رہے گا جاری یہ فیض اپنے سر پر

حافظ پھیلا کے جھولی ہے مانگتا دعائیں
تا عمر بھر رہے یہ خلافت کا سایہ سر پر

ابنِ کریم

ایڈیٹر کے نام خطوط

• مکرم رانا منظور احمد۔ انچارج مرکزی بیت الاسلام لائبریری۔ کینیڈا ایڈیٹر کے نام خط میں لکھتے ہیں۔

آپ نے 29جولائی 2022ء کے شمارہ میں صفحہ 3پر ’’محرم الحرام اور چند دعائیں‘‘ کے زیرعنوان کچھ دعائیں رقم فرمائی ہیں۔ ان میں کالم نمبر 3 پر آپ نے ’’نئے دن میں داخل ہونے کی دعا‘‘ کے الفاظ...رب اعوذبك من الكسل وسوء الكبر ... کا ترجمہ ’’اے میرے رب! میں سستی اور تکبر کی برائی سے تیری پناہ مانگتا ہوں ...‘‘ کیا ہے۔ کبر سے یہاں تکبر کی برائی نہیں، بڑھاپے کے عوارض مراد ہیں۔ اس کے لئے قرینہ کبر پر سوء کا اضافہ ہے۔ اگر مراد تکبر کی برائی ہوتی تو لفظ سوء کی ضرورت نہ تھی۔ یہ بڑھاپا ہے جس میں سوء کی بجائے خیر بھی ہوسکتی ہے۔

نوٹ از ایڈیٹر۔ عربی ام الالسنہ ہے اور اس کے کئی بطن ہیں۔ آپ نے جو ترجمہ کیا ہے وہ بھی درست ہے اور تکبر ترجمہ کرنا بھی غلط نہیں۔ کان اللّٰہ معکم

پروگرام 46واں جلسہ سالانہ
جماعت احمدیہ جرمنی 2022ء

پہلا روز جمعۃ المبارک 19/اگست 2022ء				
13:00	نماز جمعہ وعصر		14:00	خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
اجلاس اوّل				
16:45	پرچم کشائی			
17:00	تلاوت قرآن کریم مع اردو و جرمن ترجمہ		17:15	نظم
17:25	تقریر (اردو)	مکرم صداقت احمد صاحب مبلغ انچارج جرمنی		السلام۔امن وسلامتی کا سرچشمہ
18:00	نظم			
18:10	تقریر (جرمن)	مکرم شکیل عمر صاحب مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ		آنحضرت ﷺ کا غزوات میں عظیم الشان نمونہ
دوسرا روز ہفتہ 20 اگست 2022ء				
اجلاس دوم				
11:00	تلاوت قرآن کریم مع اردو و جرمن ترجمہ		11:15	نظم
11:25	تقریر (اردو)	مکرم ڈاکٹر محمد داؤد مجوکہ صاحب سیکرٹری امور خارجیہ جرمنی		پاکستان میں احمدیوں پر ظلم کی داستان
11:55	تقریر (جرمن)	مکرم افتخار احمد صاحب مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ		اقتصادی معاملات کے سلسلہ میں اسلام کے سنہری اصول
12:35	تقریر (اردو)	مکرم محمد الیاس منیر صاحب مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ		صحابہؓ سے ملا جب مجھ کو پایا
اجلاس سوم				
17:00	تلاوت قرآن کریم مع اردو و جرمن ترجمہ		17:15	نظم
17:25	تقریر (جرمن)	مکرم حسنات احمد صاحب واقف زندگی و نائب امیر جماعت جرمنی		رفع مسیح۔حقیقت سے فسانہ تک
18:10	تقریر (اردو)	مکرم عطاء المجیب راشد صاحب مبلغ انچارج جماعت برطانیہ و امام مسجد لندن		خلافت خوف کو امن میں بدلنے کی ضمانت
تیسرا روز اتوار 21 اگست 2022ء				
اجلاس چہارم				
11:00	تلاوت قرآن کریم مع اردو و جرمن ترجمہ		11:10	نظم
11:25	تقریر (جرمن)	مکرم جری اللہ خاں صاحب مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ و جنرل سیکرٹری جماعت جرمنی		مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ظاہر ہونے والے معجزات ونشانات
11:55	تقریر (اردو)	مکرم طاہر احمد صاحب مربیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ و سیکرٹری تربیت جرمنی		اقام الصلوٰۃ کے لئے مساجد کی اہمیت
12:25	خیر سگالی کے پیغامات سیکرٹری امورِ خارجیہ جرمنی		12:45	نظم
12:55	تقریر (جرمن)	مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت احمدیہ جرمنی		اسلام احمدیت ہی کیوں؟
اختتامی اجلاس				
16:30	نمازِ ظہر وعصر			
	اختتامی خطاب			
پروگرام جلسہ گاہ مستورات (20/اگست بروز ہفتہ)				
11:00	تلاوت قرآن کریم مع اردو و جرمن ترجمہ		11:10	نظم
11:20	تقریر (اردو)	مکرمہ محمودہ صاحبہ ریجنل صدر لجنہ رائن لینڈ فالز		تنظیم لجنہ اماء اللہ کے سو سال اور ہماری ذمہ داریاں
11:40	تقریر (جرمن)	مکرمہ عالیہ ورک صاحبہ سیکرٹری تربیت لجنہ اماء اللہ جرمنی		یورپین معاشرے میں عورتوں کی ذمہ داریاں
12:10	تقریر (اردو)	مکرمہ امۃ الجمیل غزالہ صاحبہ سیکرٹری تعلیم لجنہ اماء اللہ جرمنی		خطبات ہماری روحانی ترقی کا ذریعہ
12:30	تقریر (جرمن)	مکرمہ حامدہ سوسن صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ جرمنی		’حیا‘ اسلام کا عظیم خلق

جلسہ کے ایام کا آغاز روزانہ 4:20 پر نماز تہجّد اور 5:00 بجے نماز فجر و درس سے ہوا کرے گا۔

(مرسلہ: مکرم صداقت احمد صاحب، افسر جلسہ گاہ جرمنی)

احتشام الحسن ۔مبلغ سلسلہ آئیوری کوسٹ

حُسنِ نیتی خدا تعالیٰ کے فضل کو جذب کرنے کا ذریعہ

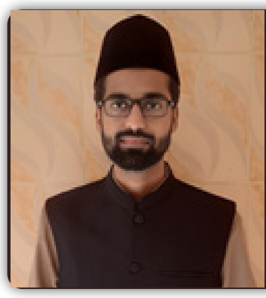

خدا تعالیٰ قرآن کریم میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ کا وصف یوں بیان فرماتا ہے۔ یَبۡتَغُوۡنَ فَضۡلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضۡوَانًا (الفتح:30) کہ وہ خدا تعالیٰ کا فضل اور اسکی رضامندی کو چاہتے ہیں۔ یہ وصف ہمیں بھی اپنی زندگیوں میں اپنانا چاہئے کہ ہمارا مقصد اور ہماری کوشش ہر معاملہ میں یہ ہونی چاہئے کہ ہم خدا تعالیٰ کا فضل، اسکی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے والے ہوں۔

کتبِ احادیث میں سے صحیح بخاری جسے ''اَصَحُّ الْکُتُب بَعدَ کِتٰبِ اللّٰہِ'' کا درجہ حاصل ہے۔ اس کا آغاز جس حدیث سے ہوتا ہے وہ بنیادی حدیث نیت سے متعلق ہے کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا ''انما الاعمال بالنیات'' کہ اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔جس نیت سے کوئی عمل کیا جارہا ہے ویسی ہی اسکی جزاء ہے۔

ہمارے پیارے آقا و مولا آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا أَصْحَابِي كَالنُّجُومِ بِأَيِّهِمُ اقْتَدَيْتُمُ اهْتَدَيْتُمْ کہ میرے اصحاب ستاروں کی مانند ہیں، تم ان میں سے جس صحابی کی بھی اقتداء کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مسافر حضور ﷺ کے پاس آیا۔ آپؐ نے اپنے گھر میں کہلا بھیجا کہ مہمان کے لئے کھانا بھجواؤ۔ جواب آیا کہ پانی کے سوا آج گھر میں کچھ نہیں ہے۔ اس پر حضور ﷺ نے صحابہ سے فرمایا اس مہمان کے کھانے کا بندوبست کون کرے گا۔ ایک انصاری نے عرض کیا حضور میں انتظام کرتا ہوں۔ چنانچہ وہ گھر گیا اور اپنی بیوی سے کہا کہ آنحضرت ﷺ کے مہمان کی خاطر مدارت کا انتظام کرو۔ بیوی نے جواب دیا آج گھر میں صرف بچوں کے کھانے کے لئے ہے۔ انصاری نے کہا اچھا کھانا تیار کرو۔ پھر چراغ جلاؤ اور جب بچوں کے کھانے کا وقت آئے تو ان کو بہلا پھسلا کر تھپتھپا کر سلا دو۔ چنانچہ عورت نے کھانا تیار کیا اور چراغ جلایا اور بچوں کو بھوکا ہی سُلا دیا۔ پھر جب مہمان کھانے کے لئے آیا تو چراغ درست کرنے کے بہانے اٹھی اور جا کر چراغ بجھا دیا۔ پھر دونوں مہمان کے ساتھ بیٹھ کر بظاہر کھانے کی آوازیں نکالتے رہے اور مہمان بھی یہ سمجھتا رہا کہ میرے ساتھ کھانا کھا رہے ہیں۔ اس طرح مہمان نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور وہ خود بھوکے سو گئے۔ صبح جب انصاری حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپؐ نے ہنس کر فرمایا کہ تمہاری رات کی تدبیر سے تو اللہ تعالیٰ بھی ہنسا ہے۔

(بخاری کتاب مناقب الانصار باب یؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ حدیث 3798)

اس حدیث میں بڑا ہی پیارا درس ہے یہاں ان انصاری صحابی نے نیک نیتی سے کام لیا اور اسی کا سبب خدا تعالیٰ کی رضا اور فضل کو جذب کرنے والا ہوا کہ خدا تعالیٰ اس نیک نیتی سے کئے گئے فعل سے ایسا خوش ہوا کہ اپنے رسول ﷺ کو بھی اس واقعہ سے مطلع فرمایا۔ خدا تعالیٰ ہمارے دلوں کے حال جاننے والا ہے۔ وہ جانتا ہے جو ہم ظاہر کرتے ہیں یا چھپاتے ہیں سب وہ جانتا ہے۔ جو لوگ دنیا والوں کو خوش کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں وہ لاکھ کوشش کے باوجود بھی یہ درجہ نہیں پا سکتے بلکہ بسا اوقات وہ دنیا والوں کی خوشنودی پانے میں بھی ناکام رہتے ہیں۔ اس کے برعکس نیک ارادہ اور حسن نیتی کا پھل خدا تعالیٰ کی رضا اور اسکی خوشنودی کو پانے کا سبب ہو جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ''یاد رکھو کہ خدا کا یہ ہرگز منشاء نہیں کہ تم دنیا کو بالکل ترک کر دو بلکہ اس کا جو منشاء ہے وہ یہ ہے کہ قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰىہَا (الشّمس:10)۔ (یعنی جس نے نفس کو پاک کیا وہ اپنے مقصود کو پا گیا۔)'' آپؑ فرماتے ہیں کہ: ''تجارت کرو۔ زراعت کرو۔ ملازمت کرو اور حرفت کرو۔ جو چاہو کرو مگر نفس کو خدا کی نافرمانی سے روکتے رہو اور ایسا تزکیہ کرو کہ یہ امور تمہیں خدا سے غافل نہ کر دیں۔''

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 260-261۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

فرمایا کہ: ''پہلی حالت انسان کی نیک بختی کی یہ ہے کہ والدہ کی عزت کرے۔ اویس قرنی کے لئے بسا اوقات رسول اللہ ﷺ یمن کی طرف منہ کر کے کہا کرتے تھے کہ مجھے یمن کی طرف سے خدا کی خوشبو آتی ہے۔ آپؐ یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ وہ اپنی والدہ کی فرمانبرداری میں بہت مصروف رہتا ہے اور اسی وجہ سے میرے پاس بھی نہیں آسکتا۔ بظاہر یہ بات ایسی ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ موجود ہیں مگر وہ ان کی زیارت نہیں کر سکتے صرف اپنی والدہ کی خدمت گزاری اور فرمانبرداری میں پوری مصروفیت کی وجہ سے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ رسول خداؐ نے دو ہی آدمیوں کو السلام علیکم کی خصوصیت سے وصیت فرمائی یا اویس کو یا مسیح کو۔ یہ عجیب بات ہے جو دوسرے لوگوں کو ایک خصوصیت کے ساتھ نہیں ملی''۔ فرمایا ''ہماری تعلیم کیا ہے؟ صرف اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی پاک ہدایت کا بتلا دینا ہے اگر کوئی میرے ساتھ تعلق ظاہر کر کے اس کو ماننا نہیں چاہتا تو وہ ہماری جماعت میں کیوں داخل ہوتا ہے؟ ۔۔۔ میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ مادر پدر آزاد کبھی خیر و برکت کا منہ نہ دیکھیں گے۔ پس نیک نیتی کے ساتھ اور پوری اطاعت اور وفاداری کے رنگ میں خدا اور رسول کے فرمودہ پر عمل کرنے کو تیار ہو جاؤ۔ بہتری اسی میں ہے ورنہ اختیار ہے ہمارا کام صرف نصیحت کرنا ہے۔''

(ملفوظات جلد اول صفحہ 295،296)

آنحضور ﷺ کے صحابی اویس قرنیؓ کی بھی حسن نیتی ہی تھی جو خدا تعالیٰ کے فضل اور رضا کو جذب کرنے والی ہوئی اور انہیں اس مقام پر لائی کہ آنحضور ﷺ کو خدا تعالیٰ نے آپ کی حالت سے مطلع کیا اور آپ کے اخلاص و وفا کو مقبولیت کا درجہ ملا۔ اور یہ درجہ ملا کہ آپ ﷺ نے انہیں سلام بھیجا۔ جو کہ حضرت اویس قرنیؓ اور مسیح موعودؑ کے علاوہ کسی کی خصوصیت نہیں ہوا۔ ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

''جس قدر انسان کشمکش سے بچا ہوا ہو اُسی قدر اس کی مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ کشمکش والے کے سینے میں آگ ہوتی ہے اور وہ مصیبت میں پڑا ہوا ہوتا ہے۔ اس دنیا کی زندگی میں یہی آرام ہے کہ کشمکش سے نجات ہو۔ کہتے ہیں کہ ایک شخص گھوڑے پر سوار چلا جاتا تھا۔ راستے میں ایک فقیر بیٹھا تھا جس نے بمشکل اپنا سَتر ہی ڈھانکا ہوا تھا۔ اس نے اس سے پوچھا کہ سائیں جی کیا حال ہے؟ فقیر نے اسے جواب دیا کہ جس کی ساری مرادیں پوری ہو گئی ہوں اس کا حال کیسا ہوتا ہے۔ اُسے تعجب ہوا کہ تمہاری ساری مرادیں کس طرح حاصل ہو گئی ہیں۔ فقیر نے کہا کہ جب ساری مرادیں ترک کر دیں تو گویا سب حاصل ہو گئیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ جب یہ سب حاصل کرنا چاہتا ہے تو تکلیف ہی ہوتی ہے لیکن جب قناعت کر کے سب کو چھوڑ دے تو گویا سب کچھ ملنا ہوتا ہے۔ نجات اور مکتی یہی ہے کہ لذّت ہو۔ دکھ نہ ہو۔ دکھ والی زندگی تو نہ اِس جہان کی اچھی ہوتی ہے اور نہ اُس جہان کی۔ یہ زندگی تو بہرحال ختم ہو جائے گی کیونکہ یہ برف کے ٹکڑے کی طرح ہے خواہ اس کو کیسے ہی صندوقوں اور کپڑوں میں لپیٹ کر رکھو لیکن وہ پگھلتی ہی جاتی ہے۔ اسی طرح پر خواہ زندگی کے قائم رکھنے کی کچھ بھی تدبیریں کی جاویں لیکن یہ سچی بات ہے کہ وہ ختم ہوتی جاتی ہے اور روز بروز کچھ نہ کچھ فرق آتا ہی جاتا ہے۔ دنیا میں ڈاکٹر بھی ہیں۔ طبیب بھی ہیں مگر کسی نے عمر کا نسخہ نہیں لکھا۔ جب لوگ بڈھے ہو جاتے ہیں پھر ان کو خوش کرنے کو بعض لوگ آ جاتے ہیں اور کہہ دیتے ہیں کہ ابھی تمہاری عمر کیا ہے؟ انسان عمر کا خواہشمند ہو کر نفس کے دھوکوں میں پھنسا رہتا ہے۔ دنیا میں عمریں دیکھتے ہیں کہ ساٹھ کے بعد تو قویٰ بالکل گداز ہونے لگتے ہیں۔ بڑا ہی خوش قسمت ہوتا ہے جو اسّی یا بیاسی تک عمر پائے اور قُویٰ بھی کسی حد تک اچھے رہیں ورنہ اکثر نیم سودائی سے ہو جاتے ہیں۔ اسے نہ تو پھر مشورہ میں داخل کرتے ہیں اور نہ اس میں عقل اور دماغ کی کچھ روشنی باقی رہتی ہے۔ بعض وقت ایسی عمر کے بڈھوں پر عورتیں بھی ظلم کرتی ہیں کہ کبھی کبھی روٹی دینی بھی بھول جاتے ہیں۔ مشکل یہ ہے کہ انسان جوانی میں مست رہتا ہے اور مرنا یاد نہیں رہتا۔ بُرے بُرے کام اختیار کرتا ہے اور آخر میں جب سمجھتا ہے تو پھر کچھ کر ہی نہیں سکتا۔ غرض اس جوانی کی عمر کو غنیمت سمجھنا چاہئے''۔ آپ نے وہاں مجلس میں بیٹھے ہوئے ہندو دوست شرمپت کو سمجھاتے ہوئے فرمایا کہ ''جس قدر ارادے آپ نے اپنی عمر میں کئے ہیں ان میں سے بعض پورے ہوئے ہوں گے۔ مگر اب سوچ کر دیکھو کہ وہ ایک بلبلے کی طرح تھے جو فوراً معدوم ہو جاتے ہیں اور ہاتھ پلّے کچھ نہیں پڑتا۔ گزشتہ آرام سے کوئی فائدہ نہیں۔ اس کے تصور سے دکھ بڑھتا ہے۔ اس سے عقل مند کے لئے یہ بات نکلتی ہے کہ انسان اِبن الوقت ہو۔ رہی زندگی انسان کی جو اس کے پاس موجود ہے۔ جو گزر گیا وہ وقت مر گیا۔ اس کے تصورات بے فائدہ ہیں۔ دیکھو جب ماں کی گود میں ہوتا ہے اس وقت کیا خوش ہوتا ہے۔ سب اٹھائے ہوئے پھرتے ہیں۔ وہ زمانہ ایسا ہوتا ہے کہ گویا بہشت ہے اور اب یاد کر کے دیکھو کہ وہ زمانہ کہاں ہے؟ یہ زمانے پھر کہاں مل سکتے ہیں؟ ایک بادشاہ چلا جاتا تھا۔ چند چھوٹے لڑکوں کو دیکھ کر رو پڑا کہ جب سے اس صحبت کو چھوڑا دکھ پایا ہے۔ پیرانہ سالی کا زمانہ بُرا ہے۔ اس وقت عزیز بھی چاہتے ہیں کہ مر جاوے اور مرنے سے پہلے قویٰ مر جاتے ہیں۔ دانت گر جاتے ہیں۔ آنکھیں جاتی رہتی ہیں اور خواہ کچھ ہی ہو آخر پتھر کا پُتلا ہو جاتا ہے۔ شکل تک بگڑ جاتی ہے اور بعض ایسی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں کہ آخر خودکشی کر لیتے ہیں۔ بعض اوقات جن دکھوں سے بھاگنا چاہتا ہے یکدفعہ ان میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اگر اولاد ٹھیک نہ ہو تو اَور بھی دکھ اٹھاتا ہے۔ اس وقت سمجھتا ہے کہ غلطی کی اور عمر یوں ہی گزر گئی۔ عقل مند وہی ہے جو خدا کی طرف توجہ کرے۔ خدا کو ایک سمجھے اس کے ساتھ کوئی نہیں۔ ہم نے آزما کر دیکھا ہے نہ کوئی دیوی نہ دیوتا کوئی کام نہیں آتا۔ اگر یہ صرف خدا کی طرف نہیں جھکتا تو کوئی اس پر رحم نہیں کرتا۔ اگر کوئی آفت آجاوے تو کوئی نہیں پوچھتا۔ انسان پر ہزاروں بلائیں آتی ہیں۔ پس یاد رکھو کہ ایک پروردگار کے سوا کوئی نہیں۔ وہی ہے جو ماں کے دل میں بھی محبت ڈالتا ہے۔ اگر اس کے دل کو ایسا پیدا نہ کرتا تو وہ بھی پرورش نہ کرسکتی۔ اس لئے اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔''

(ماخوذ از ملفوظات جلد 3 صفحہ 422 تا 425۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

''نیک نیتی سے کی گئی دعائیں اور استغفار یقیناً اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو سمیٹنے والی ہوتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کے مطابق ایسے پاک اور نیک لوگوں کو اپنے نشان بھی دکھاتا ہے۔ ان کو دینی لحاظ سے بھی اوپر لے کے جاتا ہے، ان کی دنیاوی ضروریات بھی پوری

بقیہ صفحہ 14 پر

عاطف وقاص۔ ٹورنٹو کینیڈا

آؤ! اُردو سیکھیں
سبق 56

تمیز فعل یا متعلق فعل Adverb

تمیز فعل یا متعلق فعل جسے انگریزی زبان میں Adverb کہا جاتا ہے ایک فعل کی کیفیت بیان کرتا ہے اور فعل کے ساتھ جب تمیز فعل آتا ہے تو اس کے آنے سے فعل کے معنوں میں تھوڑی بہت کمی بیشی واقع ہوجاتی ہے۔ تمیز فعل کسی اسم صفت جسے انگریزی زبان میں Adjective کہتے ہیں، کے ساتھ آکر بھی یہی کام کرتا ہے۔ پس یاد رکھیں کہ اردو زبان میں Adverb کو متعلق فعل کہتے ہیں کیونکہ یہ ایک ایسا لفظ ہوتا ہے جو کسی فعل یعنی Verb یا صفت یعنی Adjective کے معنوں میں کمی یا زیادتی کردیتا ہے۔ اب ہم اس سلسلے کو آگے بڑھاتے ہیں۔

1۔طور وطریقہ یعنی ایسے متعلق فعل الفاظ جو کسی شے کی کیفیت مقام یا ہیئت بیان کرنے میں مدد دیتے ہیں۔ یہ الفاظ ہیں: یوں، جوں، کیوں، کیونکر، کیسے، ٹھیک، اچانک، دھیرے، ہولے، لگاتار، برابر، تابڑ توڑ، سچ مچ، جھوٹ موٹ، کسی قدر، تھوڑا، بہت، جھٹ، جھٹ پٹ وغیرہ۔

اس فہرست میں موجود بعض الفاظ ایسے ہیں جنہیں اردو سیکھنے والے ایسے احباب کے لئے مثالوں کی مدد سے واضح کرنا ضروری ہے جن کی مادری یا بنیادی زبان اردو نہیں ہے۔

یوں: ویسے تو، ایسے تو، اس طرح ہے، اس طرح ہے؛ کوشش کرکے دیکھ لو، یوں تو کوئی امید نہیں۔

دھیرے: ہولے، آہستہ: آپ پریشان مت ہوں، وہ دھیرے دھیرے کام سیکھ جائے گا۔ Gradually, step by step

کسی قدر: کچھ حد تک، تھوڑا سا، کسی شے کا آغاز ہوجانا: جب ہم ربوہ پہنچے تو کسی قدر اندھیرا ہوچکا تھا۔

تابڑ توڑ: لگاتار، بنا وقفے کے، ایک ہی شدت سے: اس کی تابڑ توڑ دلیلوں سے وہ لاجواب ہوگیا۔ ظالم کے تابڑ توڑ حملوں سے مظلوم کا برا حال ہوگیا۔

جھوٹ موٹ: جھوٹ کو عملی شکل دینا، اداکاری کرنا: وہ جھوٹ موٹ کا عالم دین بن کر لوگوں کو دھوکہ دیتا رہا۔ Prank/practical joke

جھٹ: جلدی سے، پلک جھپکتے میں: وہ جھٹ سے ایک کتاب اُٹھا لایا۔ اس نے جھٹ سے بندوق نکال لی۔

جھٹ پٹ: جلدی سے کوئی کام کرلینا: ان کے ملازم نے جھٹ پٹ سب کام نمٹا لئے۔

برابر: مستقل، ایک مستقل قوت ارادی کے ساتھ: وہ برابر اس کام میں منہمک رہا۔

انہیں معنوں میں استعمال ہونے والے عربی فارسی الفاظ یہ ہیں: ذرا، تخمیناً، تقریباً، خصوصاً، زیادہ، بالکل، مطلق، بعینہٖ، بجنسہٖ، ہر چند، سوا، حسبہٖ، یعنی، من وعن، باہم، فوراً، دفعتہً، ناگہاں، ناگاہ، یکا یک، فی الفور، القصہ، الغرض، فی الجملہ وغیرہ

بعض الفاظ کی وضاحت کے لئے مثالوں سے مدد لیتے ہیں۔

تخمیناً: اندازاً approximately/about/around اس عمارت کی تعمیر پر تخمیناً کتنی لاگت (خرچ) آئے گی۔ یہ منصوبہ تخمیناً ایک سال میں مکمل ہوجائے گا۔

ذرا: تھوڑا سا، ایک منٹ، ایک لحظ کو، تھوڑی سی مقدار، سرسری طور پر: آپ ذرا پیچھے ہٹ جائیں۔ اس دودھ میں ذرا سی چینی ملائیں۔ ذرا بات سنیں۔

مطلق: بالکل، قطعاً، یکسر: اسے اس حادثے کی مطلق خبر نہیں۔ Absolutely

بعینہٖ: ہوبہو، بالکل، ویسا ہی: یہ بعینہٖ وہی معاملہ ہے۔ Precisely/exactly

بجنسہٖ: identical۔ ہر چند: باوجودیکہ، اگرچہ، گوکہ، کتنا ہی، کیسا ہی، بہیترا، بہت کچھ، جتنا کچھ۔ although/however/

سوا: زیادہ، بڑھ کر، دونا، بجز، جز۔ besides/over/though/and above۔ شعر:

کیا تم کو خبر ہے رہِ مولا کے اسیرو
تم سے مجھے اک رشتۂ جاں سب سے سوا ہے

یعنی سب سے زیادہ۔ یہ شعر کلام طاہر سے ہے۔

حسبہٖ: اس کے مطابق، اسی طرح۔ من وعن: حرف بحرف، جوں کا توں، ہو بہو۔ exactly, as it was, to the very letter

باہم: آپس میں، ساتھ ساتھ یکجا، شرکت میں، مل جل کر، میل ملاپ، ایک ساتھ۔ mutually, conjointly, reciprocally, together

فی الفور فوراً، دفعتہً، ناگہاں، ناگاہ، یکا یک، ان تمام الفاظ کے معنی ایک جیسے ہیں: فوراً، جلد، معاً، زود تر، جلدی سے، اسی وقت۔

موجودہ زمانے سے مطابقت رکھنے والا ایک شعر عزیز فیصل کا یہاں لکھتے ہیں جس میں فی الفور کا بہترین استعمال ہوا ہے۔ نیز اس شعر کو یہاں درج کرنے کا مقصد یہ بھی ہے کہ قارئین سوشل میڈیا پر کام کرنے والی عجلت پسندی کے فریب سے بچ سکیں۔ اپنی ذات کی شناخت کی غیر فکری دوڑ انسان کو ایسے کام کرنے پر اکساتی ہے۔ پس فی الفور احباب سے پسندیدگی یا داد سمیٹنے کی خواہش انسان کی فکری صلاحیتوں کو نقصان پہنچاتی ہے۔

یہ دیا میچ ٹوئٹر پر فسادی شخص نے
اس کو جلتی کے لئے فی الفور آئل چاہیئے

القصہ، الغرض، فی الجملہ، غرض یہ کہ، قصہ مختصر: ان الفاظ کے معنی ایک ہی جیسے ہیں: الحاصل، حاصل کلام یہ کہ، الغرض، المختصر، آخر کار، حاصل کلام مختصر یہ کہ (تفصیل کے بعد اصل مطلب مختصر لفظوں میں بیان کرنے کے لیے استعمال ہوتا ہے) in short, to cut the story short, in sum, briefly یہ باب جاری ہے مزید متعلق فعل الفاظ پر بحث آئندہ سبق میں کی جائے گی۔

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

ایک زمانہ تو وہ تھا کہ وہ رام چندر، کرشن اور دیگر اوتاروں کو پرمیشر جانتے تھے مورتی پوجا کو وید کی ہدایت سمجھتے تھے اور سب سے زیادہ یہ کہ ویدانت کے اصول کے موافق اپنے تئیں پرمیشر میں سے نکلے ہوئے خیال کرتے تھے اور پھر آریہ بننے کے بعد وہ سب خیالات پلٹ گئے اور بجائے اس کے کہ پرمیشر میں سے نکلے ہوں انادی اور غیر مخلوق کہلا کر خود قدیم اور پرمیشر کے شریک بن گئے۔ پس کیا اس قدر انقلاب کے لئے حسب عقیدہ ان کہ یہ ضرور نہ تھا کہ ہر ایک فرد ان میں سے اوّل چاروں وید پڑھ لیتا پھر اپنے قدیم مذہب سناتن دھرم کو چھوڑتا اور آریہ سماج میں داخل ہوتا۔ پس اگر قادیان کے آریہ سماجیوں نے نومسلم آریوں پر اعتراض کرنے کے وقت جھوٹ اور حق پوشی سے کام نہیں لیا تو ہمیں دکھلاویں کہ ان کی جماعت آریوں میں سے کتنے وہ لوگ ہیں جن کو رگ اور یجر اور شام اور اتھربن وید سب کنٹھ ہیں۔

(نسیم دعوت، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 368-369)

اقتباس کے مشکل الفاظ کے معنی

رام چندر: ہندو دیوتاؤں میں سب سے زیادہ پوجا کئے جانے والا دیوتا جسے سچائی اور بہادری کا مجسمہ مانا جاتا ہے۔ ہندو مت میں وشنو کے ساتویں اوتار۔

کرشن: لفظی معنی سیاہ کے ہیں۔ وشنو کے آٹھویں اوتار۔ بھگوت گیتا کرشن کی تعلیمات کا خلاصہ ہے۔ احمدیہ مکتب فکر کے مطابق کرشنؑ اللہ تعالیٰ کے دیگر انبیا کی طرح ایک نبی تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو بھی اس صفاتی نام سے پکارا ہے۔ چنانچہ آپؑ کا الہام ہے: ''ہے کرشن رودّر گوپال تیری مہما گیتا میں لکھی گئی''

(لیکچر سیالکوٹ صفحہ 34 روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 229)

رودر: رودر ویدوں میں طوفانوں کا دیوتا ہے۔ اس کی دو خصوصیت کڑک اور بجلی کی چمک اس کے دو القاب ''گرجنے والا'' اور سرخ یا ''روشنی کے لہریے چھوڑتا ہوا'' سے ظاہر ہیں۔

گوپال: گائیوں کو پالنے والا۔ کرشنؑ کا لقب۔

مہما: بڑائی، عظمت، شان و شوکت، تعریف۔

اوتار: (ہندو) وہ انسان یا مجسمہ (دیوتا) جس کی شکل میں خدا ہندوں کی اصلاح کے لیے آتا ہے، رشی منی، مہاتما، پیغمبر۔

پرمیشر: خدا، آقا۔

مورتی پوجا: بتوں کی عبادت کرنا۔

وید: ہندوؤں کی مقدس کتاب کا نام، ہندوؤں کی آسمانی کتابیں جو تعداد میں چار ہیں: رگ وید، یجر وید، سام وید، اتھرو وید۔

ویدانت: وید کا آخری حصہ جس میں تصوف کا بیان ہے نیز ہندوؤں کے فلسفے اور دینیات کا ایک نظام جس میں ذاتِ الٰہی پر بحث کی گئی ہے، الٰہیات

اپنے تئیں: اپنے بارے میں، خود کو (سمجھنا)

پرمیشر سے نکلنا: خود کو خدا کا سب سے زیادہ مقرب اور پیارا سمجھنے کا عقیدہ، یا جسمانی طور پر خود کو خدا کی براہ راست جنمی اولاد سمجھنا۔

خیال پلٹنا: سوچ میں مثبت یا منفی تبدیلی آجانا۔

انادی: غیر مخلوق، غیر فانی، ازلی۔ جس کا کوئی آغاز نہ ہو۔

قدیم: پرانا، ازلی و ابدی۔ جس کی ابتدا اور انتہا نہ ہو۔

دھرم: مذہب، دین، مسلک، عقیدہ۔

سماج: معاشرہ، جماعت، کمیونٹی، گروہ۔

حق پوشی: سچ کو چھپانے کا عمل، ناانصافی۔

رگ اور یجر اور شام اور اتھربن: ہندوؤں کی آسمانی کتابیں جو تعداد میں چار ہیں: رگ وید، یجر وید، سام وید (اسے شام وید بھی کہا جاتا ہے)، اتھرو وید

کنٹھ: حلق کی ہڈی، گلے کا ہار، طوق وغیرہ، یہاں مراد ہے وید کا راسخ علم، خوب اچھی طرح یاد سبق۔

رپورٹ: مُفیض الرحمان۔مربی سلسلہ بوسنیا

بوسنیا میں آٹھویں ایک روزہ علمی و ورزشی ریلی

اللہ تعالیٰ نے ایک درخت 23 مارچ 1889ء کو قادیان میں لگایا اور اس کے پھلنے پھولنے کا وعدہ بھی کیا۔اسی وعدہ کے نتیجہ میں اس کی شاخیں پوری دُنیا میں پھیلتی ہوئی نظر آ رہی ہیں۔اسی درخت کی ایک ٹہنی شاخ داری کے ثمر کے نتیجہ میں بوسنیا ہرزیگووینا (Bosnia-Herzegovina)میں آکر پیوست ہوئی۔ابتدائی مراحل میں مخالفین کی تند و تیز ہوائیں اور دوسرے عوامل ایسے اس کو آ کر ٹکرائے کہ یہ لڑکھڑاتی اور ڈگمگاتی دکھائی دیتی ہوئی نظر آئی۔لیکن اللہ تعالیٰ نے خلافت احمدیہ کی پاسبانی اور زیرِ سایہ اس کی جڑوں کو جلد زمین میں مضبوط کر دیا۔آج اللہ تعالیٰ کے افضال و برکت کے طفیل یہ کافی پختہ اور زیرِ زمین جاتی ہوئی دیکھائی دیتے ہوئے اپنے آپ کو مزید مستحکم کرنے کے لیے شاخسار ہوتی جارہی ہے۔اس کے میٹھے اور ثمر آور پھل حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اس شاخ کی احسن رنگ میں آبیاری کی جاوے۔تا کہ کوئی بھی ٹہنی ایسی نہ ہو جو شاخ نازک، کمزور اور سوکھی ہو۔چنانچہ اس ٹارگٹ کو حاصل کرنے کے لیے ہم ہر سال جلسہ سالانہ سے ایک روز قبل ایک روزہ علمی و ورزشی ریلی کا انعقاد کرواتے ہیں جس میں ہمارے ہمسایہ ممالک شمولیت کر کے ہمسائیگی کا حق ادا کرتے ہیں۔ان ممالک میں کروشیا، البانیہ، مونٹی نیگرو، شمالی مقدونیہ، سلووینیا شامل ہیں۔اس سال کوسوو اور شمالی مقدونیہ کے علاوہ باقی ممالک نے شمولیت کی توفیق پائی۔اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر سے نوازے۔آمین

اس سال کی یہ ریلی مورخہ 2 جولائی 2022ء بروز ہفتہ کو صبح 10 بجے بوسنیا کے دارلحکومت کے جماعتی سنٹر بیت الاسلام میں سجائی گئی۔صدارت کرنے کی توفیق مکرم جاوید اقبال ناصر مبلغ سلسلہ جرمنی و صدر جماعت مونٹی نیگرو کے حصہ میں آئی۔ان کی معاونت اور ترجمانی کے فرائض مکرم رانا منور احمد صاحب مربی سلسلہ کروشیا نے ادا کیے۔مکرم رانا صاحب ہی اس ریلی کے ناظم اعلیٰ بھی تھے۔سب سے پہلے علمی مقابلہ جات کروائے گئے۔جن میں حُسن قرآت، نظم خوانی، تقاریر اور کوئز کے مقابلہ جات تھے۔مقابلہ بازی میں انصار، خدام اور اطفال میدان میں آئے۔ہر مقابلہ باز پوری تیاری سے میدان میں آتا ہوا دیکھائی دیتا تھا۔خاص طور پر اطفال مقابلہ آرائی میں بھر پور تیاری سے شامل ہوئے۔ان اطفال میں مقامی اطفال کے علاوہ البانیہ اور کروشیا کے اطفال بھی شامل تھے۔نظم کے مقابلہ میں یہ سہولت دی گئی تھی کہ میدان میں اُترنے والے اپنے ملک کی زبان میں بھی نظم خوانی کر سکتے ہیں۔جس سے نظم گوئی کرنے والوں نے پورا فائدہ اٹھایا اور اپنی سریلی آواز سے محفل کو تر وتازہ رکھا۔لجنہ کے ہال میں مکرمہ صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ کی زیر صدارت علمی مقابلہ جات ہوئے۔جس میں ممبرات لجنہ و ناصرات شامل ہوئیں۔ظہر وعصر کی نماز کے لیے وقفہ ہوا۔ٹیبل پر کھانا سجنے سے کھانے کی خوشبو نے جب شاملین کی بھوک کو مزید جلا بخشی تو دوپہر کے کھانے کے لیے مہمانوں کو مدعو کیا گیا۔مہمان داروں و میز بانوں نے اپنی روایات کے مطابق کھانے کو بنایا اور پیش کیا۔مل بیٹھ کر سب آنے والوں نے کھانا نوش کیا۔دوستوں اور یاروں کے ساتھ گپ شپ کی محفل کو طول دینے کے لیے کافی اور چائے نے اپنا کردار ادا کیا۔اس دوران مہمانوں کا ایک دوسرے کے ساتھ تعارف بھی ہوا۔اس دوران مربیان کرام نے اپنے اپنے انداز و تجربہ سے زیر تبلیغ شاملین کو دعوت حق بھی کی۔بعدۂ جسم کو توانا اور گرم کرنے والے ورزشی مقابلہ جات ہوئے۔جن میں رسہ کشی، دوڑ اور میوزیکل چیئر نمایاں تھے۔دلچسپی میں تو سب ایک دوسرے سے بڑھ کر تھے۔آخر میں پیغام رسانی کے مقابلہ نے احباب کو اپنی طرف مائل کیا لیکن جب اس کھیل کا رزلٹ آیا تو سب نے خوب ہنس کر ماحول کو پُرسرور کیا۔وقت ضائع کیے بغیر فوراً ہی تقسیم انعامات کے لیے صدا آئی۔شاملین انعامات و تحفے لینے کے لیے ہال میں تشریف لے آئے۔اوّل، دوئم اور سوئم آنے والوں کو شیلڈ دی گئیں جن پر جماعت کا لاگو بوسنیا کے جھنڈے کے ساتھ دل کش انداز میں کندہ کیا گیا تھا۔بعض کی حوصلہ افزائی بھی کی گئی۔مہمانِ خاص کی مدارت کے لیے بھی شیلڈ کو تحائف کی طور پیش کیا گیا۔یوں یہ ایک روزہ محفل اپنے فضلوں و برکات کو بکھیرتی ہوئی اختتام پذیر ہوئی۔شامل ہونے والوں کی تعداد 90 نوٹ کی گئی، ان میں وہ مہمانان کرام بھی شامل تھے جو کہ ابھی تک اس پیاری جماعت کی شاخ کا حصہ نہیں ہیں۔اس رپورٹ کو مرتب اور تالیف کرنے میں مکرم جاوید اقبال ناصر صاحب نے مربی سلسلہ نے تعاون کیا۔اللہ تعالیٰ سے دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن سب پر اپنے خاص فضل وانعامات کی بارش نازل کرے جن کے تعاون سے اس ریلی کو کامیاب بنایا جا سکا۔اور ان کو بھی اس جماعت میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے جو کہ ابھی تک اس سرسبز درخت کے ساتھ اپنا پیوند نہیں جوڑ سکے۔آمین

بقیہ: حُسنِ نیتی خدا تعالیٰ کے فضل......از صفحہ 12

از صفحہ 12

فرماتا ہے، ان کا خود کفیل ہوتا ہے۔اور ایسے لوگوں کا اگر اپنے پیدا کرنے والے سے صحیح تعلق ہو، تو ان کے دل میں دنیاوی خواہشات بھی کم ہو جاتی ہیں۔آج کل کے معاشرے میں ایک دوسرے کو دیکھ کر، آپس میں رابطے کی کثرت کی وجہ سے، میڈیا کی وجہ سے دنیاوی خواہشات ہی ہیں جو انسان کو دنیا کی طرف زیادہ مائل کر دیتی ہیں۔گھانا میں ایک دفعہ کسی نے مجھے کہا کہ ہم بھی واقف زندگی ہیں اور ڈاکٹر بھی وقف کر کے آتے ہیں لیکن ان کے حالات ہم سے بہتر ہیں۔بہرحال یہ چیز ان کے سامنے تھی تو میں نے ان سے کہا کہ زیادہ استغفار کرو۔اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا۔اس نے بڑی نیک نیتی سے استغفار شروع کیا، دعائیں کرنی شروع کیں اور کچھ عرصہ بعد اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا کہ وہ جو خواہش تھی اور مقابلہ تھا اور دنیاوی لحاظ سے آگے بڑھنے کی جستجو تھی وہ ان کے دل میں ختم ہوگئی۔بلکہ یہاں تک ہو گیا کہ دوسرے کی خاطر قربانی دینے کی عادت پڑ گئی۔تو اگر نیک نیتی سے کی گئی دعائیں ہوں، استغفار کیا گیا ہو تو اللہ تعالیٰ بہت فضل فرماتا ہے۔“

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 16 دسمبر 2005ء)

پس ایک مومن کا کام ہے کہ دنیا کی فکروں میں پڑنے کی بجائے اپنی آخرت کو سنوارنے اور خدا تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کی فکر کرے۔اس میں قناعت پیدا ہو۔دنیاوی سامانوں کو اللہ تعالیٰ کی نعمتیں سمجھتے ہوئے استعمال تو کرے، انہیں معبود نہ بنائے یا انہی کے پیچھے دوڑتا نہ پھرے۔معبود وہی ہے جو ہمارا حقیقی معبود ہے۔محبت سب سے زیادہ خدا تعالیٰ سے ایک مومن کو کرنی چاہیے۔اور یہی خوبی خدا تعالیٰ نے آنحضور ﷺ کے اصحاب کی بیان فرمائی ہے کہ وہ خدا تعالیٰ کے فضل اور اسکی رضا کے متلاشی ہیں۔اللہ تعالیٰ سے محبت ہی انسان میں پھر تقویٰ بھی پیدا کرتی ہے اور اسی کے ذریعہ انسان خدا تعالیٰ کے فضلوں اور اسکی رضا کو پانے والا ہو سکتا ہے۔خدا تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے کہ ہم صحابہ کرامؓ کا نمونہ اپناتے ہوئے اپنے اقوال و افعال میں حسن نیتی سے کام لینے والے ہوں تا خدا تعالیٰ کی رضا کو پانے اور اسکے فضلوں کو جذب کرنے والے ہوں۔آمین

دعا کا تحفہ

قوّتِ فیصلہ، صالحیّت، نیک شہرت اور جنت کی دعا

نبی کریم ﷺ فرماتے تھے کہ انسان وضو کر کے اللہ کے نام سے ابراہیم علیہ السلام کی یہ دعا کرے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا کھانا پینا عطا کرتا ہے، اس کی بیماری کو گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے اور اسے سعادتمندوں والی زندگی اور شہداء والی موت نصیب ہوتی ہے۔گناہ خواہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں بخشے جاتے ہیں۔اسے قوت فیصلہ اور صالحیت عطا ہوتی ہے اور دنیا میں اس کا ذکر باقی رکھا جاتا ہے۔

(تفسیر الدر المنثور للسیوطی جلد 4 صفحہ 89)

رَبِّ هَبۡ لِیۡ حُکۡمًا وَّاَلۡحِقۡنِیۡ بِالصّٰلِحِیۡنَ ﴿۸۴﴾ وَاجۡعَلۡ لِّیۡ لِسَانَ صِدۡقٍ فِی الۡاٰخِرِیۡنَ ﴿۸۵﴾
وَاجۡعَلۡنِیۡ مِنۡ وَّرَثَۃِ جَنَّۃِ النَّعِیۡمِ ﴿۸۶﴾ (الشعراء: 84-86)

اے میرے رب! مجھے صحیح تعلیم عطا کر اور نیکوں میں شامل کر۔اور بعد میں آنے والے لوگوں میں ہمیشہ قائم رہنے والی تعریف مجھے بخش۔اور مجھے نعمتوں والی جنت کے وارثوں میں سے بنا۔

(قرآنی دعائیں از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 32)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔جرمنی

محمد شاہد تبسم

حکایات اولیاء

از روئے ارشادات حضرت مسیح موعودؑ

اعمال میں اخفاء

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’میں نے تذکرۃ الاولیاء میں دیکھا ہے کہ ایک مجمع میں ایک بزرگ نے سوال کیا کہ اس کو کچھ روپیہ کی ضرورت ہے۔کوئی اس کی مدد کرے۔ایک نے صالح سمجھ کر اس کو ایک ہزار روپیہ دیا۔انہوں نے روپیہ لے کر اس کی سخاوت اور فیاضی کی تعریف کی۔اس بات پر وہ رنجیدہ ہوا کہ جب یہاں ہی تعریف ہوگئی تو شاید ثواب آخرت سے محرومیت ہو تھوڑی دیر کے بعد وہ آیا اور کہا کہ وہ روپیہ اس کی والدہ کا تھا جو دینا نہیں چاہتی چنانچہ وہ روپیہ واپس دیا گیا جس پر ہر ایک نے لعنت کی اور کہا کہ جھوٹا ہے۔اصل میں یہ روپیہ دینا نہیں چاہتا۔

جب شام کے وقت وہ بزرگ گھر گیا۔تو وہ شخص ہزار روپیہ اس کے پاس لایا اور کہا کہ آپ نے سرعام میری تعریف کر کے مجھے محروم ثواب آخرت کیا،اس لیے میں نے یہ بہانہ کیا۔اب یہ روپیہ آپ کا ہے لیکن آپ کسی کے آگے نام نہ لیں۔بزرگ رو پڑا اور کہا کہ اب تو قیامت تک مورد لعن طعن ہوا، کیونکہ کل کا واقعہ سب کو معلوم ہے اور یہ کسی کو معلوم نہیں کہ تو نے مجھے روپیہ واپس دے دیا ہے۔

ایک متقی تو اپنے نفس امارہ کے برخلاف جنگ کر کے اپنے خیال کو چھپاتا ہے اور خفیہ رکھتا ہے، لیکن اللہ تعالیٰ اس خفیہ خیال کو ہمیشہ ظاہر کر دیتا ہے جیسا ایک بدمعاش کسی بدچلنی کا مرتکب ہو کر خفیہ رہنا چاہتا ہے، اسی طرح ایک متقی چھپ کر نماز پڑھتا ہے اور ڈرتا ہے کہ کوئی اس کو دیکھ نہ لے۔سچا متقی ایک قسم کا ستر چاہتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 19-20 دیدایڈیشن)

صدق وصبر

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’جو لوگ بے صبری کرتے ہیں،وہ شیطان کے قبضہ میں آ جاتے ہیں۔سو متقی کو بے صبری کے ساتھ بھی جنگ ہے۔

بوستان میں ایک عابد کا ذکر کیا گیا ہے کہ جب کبھی وہ عبادت کرتا تو ہاتف یہی آواز دیتا کہ تو مردود و مخذول ہے۔ایک دفعہ ایک مرید نے یہ آواز سن لی اور کہا کہ اب تو فیصلہ ہوگیا۔اب ٹکریں مارنے سے کیا فائدہ ہوگا۔وہ بہت رویا اور کہا کہ میں اس جناب کو چھوڑ کر کہاں جاؤں۔اگر ملعون ہوں،تو ملعون ہی سہی۔غنیمت ہے کہ مجھ کو ملعون تو کہا جاتا ہے۔ابھی یہ باتیں مرید سے ہو رہی تھیں کہ آواز آئی کہ تو مقبول ہے۔سو یہ سب صدق وصبر کا نتیجہ تھا جو متقی میں ہونا شرط ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 21 ایڈیشن 2016ء)

ولی بننے کے لیے ابتلاء ضروری ہے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’ایک مجلس میں بایزیدؒ وعظ فرما رہے تھے۔ وہاں ایک مشائخ زادہ بھی تھا جو ایک لمبا سلسلہ رکھتا تھا۔اس کو آپ سے اندرونی بغض تھا۔اللہ تعالیٰ کا یہ خاصہ ہے کہ پرانے خاندانوں کو چھوڑ کر کسی اور کو لے لیتا ہے۔جیسے بنی اسرائیل کو چھوڑ کر بنی اسماعیل کو لے لیا۔کیونکہ وہ لوگ عیش وعشرت میں پڑ کر خدا کو بھول گئے ہوئے تھے۔وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ (آل عمران:141) سو اس شیخ زادے کو خیال آیا کہ یہ ایک معمولی خاندان کا آدمی ہے کہاں ایسا صاحب خوارق آ گیا۔لوگ اس طرف جھکتے ہیں اور ہماری طرف نہیں آتے۔یہ باتیں خدا تعالیٰ نے حضرت بایزیدؒ پر ظاہر کیں۔انہوں نے قصہ کے رنگ میں یہ بیان شروع کیا کہ ایک جگہ مجلس میں رات کے وقت ایک لیمپ میں پانی سے ملا ہوا تیل جل رہا تھا۔تیل اور پانی میں بحث ہوئی۔پانی نے تیل کو کہا کہ تو کثیف اور گندہ ہے اور باوجود کثافت کے میرے اوپر آتا ہے۔میں ایک مصفا چیز ہوں اور طہارت کے لیے استعمال کیا جاتا ہوں لیکن نیچے ہوں۔اس کا باعث کیا ہے؟ تیل نے کہا کہ جس قدر صعوبتیں میں نے کھینچی ہیں تو نے کہاں وہ جھیلی ہیں،جس کے باعث یہ بلندی مجھے نصیب ہوئی۔ایک زمانہ تھا جب میں بویا گیا زمین میں مخفی رہا،خاکسار ہوا۔پھر خدا کے ارادے سے بڑھا۔بڑھنے نہ پایا کہ کاٹا گیا۔پھر طرح طرح کی مشقتوں کے بعد صاف کیا گیا۔کولہو میں پیسا گیا۔پھر تیل بنا اور آگ لگائی گئی۔کیا ان مصائب کے بعد بھی بلندی حاصل نہ کرتا؟

یہ ایک مثال ہے کہ اہل اللہ مصائب،شدائد کے بعد درجات پاتے ہیں۔لوگوں کا یہ خیال خام ہے کہ فلاں شخص فلاں کے پاس جا کر بلا مجاہدہ و تزکیہ ایک دم صدیقین میں داخل ہوگیا۔‘‘

(ملفوظات جلد اول صفحہ 22-23 ایڈیشن 2016ء)

رپورٹ: مسعود احمد طاہر۔نمائندہ الفضل آن لائن گیمبیا

انیسواں نیشنل ریفریشر کورس وتربیتی کلاس دی گیمبیا

ریفریشر کورس کا مقصد: یاد رہے کہ یہ ریفریشر کورس اور کلاس پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد پر ہر سال دو بار منعقد کی جاتی ہے۔تاہم اس بار یہ کلاس کرونا کے باعث دو سال کے وقفہ کے بعد ہوئی۔اس کلاس کا بنیادی مقصد معلمین، داعیان الی اللہ اور نو مبائعین کی تربیت کرنا ہے۔

افتتاحی تقریب: یہ ریفریشر کورس مورخہ 09 جون بروز جمعرات تا 16 جون 2022ء بروز جمعرات ’’مانسا کونکو‘‘ میں موجود جماعتی کے سکول ’’طاہر احمدیہ مسلم سینئر سیکنڈری سکول‘‘ میں منعقد ہوا۔ 09 جون بروز جمعرات بعد نماز مغرب کلاس کی افتتاحی تقریب منعقد ہوئی جس میں تلاوت کے بعد ’’مکرم محمود احمد طاہر صاحب‘‘ مشنری انچارج گیمبیا نے افتتاحی خطاب فرمایا اور دعا کروائی۔

جمعۃ المبارک: جمعۃ المبارک کی صبح نماز تہجد باجماعت ادا کی گئی۔اس کے بعد نماز فجر اور پھر درس ہوا۔بعد ازاں تمام شاملین نے پیارے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا خطبہ جمعہ اجتماعی طور پر ہال میں سنا۔نماز جمعہ وعصر جمع کر کے ادا کی گئی۔

تدریس: کلاس میں تدریس کا باقاعدہ آغاز ہفتہ کی صبح کو ہوا۔ریفریشر کورس میں بیک وقت دو کلاسز کا انعقاد کیا گیا۔ایک میں معلمین جبکہ دوسری کلاس میں داعیان الی اللہ اور نو مبائعین شامل ہوئے۔ان کلاسز میں یسرنا القرآن، قرآن کریم کا تلفظ و مخصوص حصوں کا حفظ، علم الکلام، فقہ اور نظام جماعت کا تعارف پڑھایا گیا۔

اعتراضات کے جوابات: جلسہ سالانہ گیمبیا کے بعد ملک میں نام نہاد ملاؤں کی طرف سے مخالفت کی ایک لہر اٹھی تھی۔چنانچہ اس ریفریش کورس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کلاس میں انکی طرف سے گئے اعتراضات کے جوابات بھی دلائل کے ساتھ شاملین کو سمجھائے گئے۔کلاس میں فیضان ختم نبوت، قرآن و حدیث کی رو سے خاتم النبیین کا مطلب، مسلمان کی تعریف اور حضرت مسیح موعودؑ کے دعاوی بالخصوص پڑھائے گئے۔اسی طرح ایک انڈین سیاستدان عورت کی طرف سے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شادی پر کئے گئے اعتراض کا بھی تفصیلی جواب سمجھایا گیا۔ہر روز بعد از نماز مغرب مجلس سوال و جواب کا باقاعدہ انعقاد ہوتا رہا۔جس میں مختلف مبلغین کی ٹیموں نے سوالات کے جوابات دیے۔

دروس و لیکچرز: اس ریفریش کورس میں پنجگانہ نماز باجماعت کے علاوہ روزانہ بلا ناغہ نماز تہجد باجماعت کا قیام ایک اہم تربیتی پہلو تھا۔نماز فجر کے بعد مختلف معلمین نے تربیتی عناوین پر دروس القرآن دیے۔بعد از نماز عصر مختلف مبلغین نے تربیتی و تاریخی عناوین پر لیکچرز دیے۔لیکچرز کا یہ سلسلہ بہت دلچسپ اور علم میں اضافہ کا باعث بنا۔

اس لیکچر کے بعد ڈیڑھ گھنٹہ کھیل کے لئے دیا گیا۔جس میں باقاعدگی سے فٹ بال کے دلچسپ میچز کے علاوہ دوسری کھیلوں کے مقابلے بھی ہوئے۔کلاس کے آخری دن شاملین کلاس کا مختلف مضامین میں زبانی جائزہ بھی لیا گیا۔

ابتلاؤں میں جماعتی تاریخ اور ایمان افروز واقعات: اس بار نہایت دلچسپ اور ایمان افروز خصوصی اجلاسات ہوئے، جن میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی ربوہ سے لندن ہجرت کے حالات و واقعات اور اس ہجرت کے نتیجہ میں جماعت پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا تذکرہ ’’مکرم محمود احمد طاہر صاحب‘‘ مشنری انچارج نے کیا۔

اسی طرح جماعت کے سینئر مبلغین نے 1997ء میں جماعت احمدیہ گیمبیا پر آنیوالے ابتلاء اور اللہ تعالیٰ کے جماعت کے ساتھ خاص سلوک پر مبنی واقعات پیش کئے۔احباب جماعت کے لئے یہ خصوصی اجلاسات بہت دلچسپی کا باعث بنے۔

جلسہ یوم خلافت: مورخہ 15 جون بروز بدھ کو بعد از نماز عصر طاہر

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
Google play
اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

ہال میں جلسہ یوم خلافت کا انعقاد کیا گیا۔جس کے مہمان خصوصی ’’مکرم بابا ایف تراولے‘‘ امیر جماعت گیمبیا تھے۔ اس جلسہ میں تلاوت، حدیث اور عہدِ خلافت کے بعد ’’خلافت کی تاریخ و اہمیت اور اطاعتِ خلافت‘‘ کے موضوع پر دو تقاریر ہوئیں۔ آخر پر مکرم امیر صاحب نے دعا کروائی اور یوں جلسہ کا اختتام ہوا۔ اس جلسہ میں مقامی جماعت کی لجنات نے بھی شرکت کی۔ اس جلسہ میں چونکہ سارے ملک کی نمائندگی تھی۔ یوں یہ جلسہ ایک لحاظ سے نیشنل جلسہ بن گیا۔

نمائش: اس جلسہ یوم خلافت کے موقع پر مقامی جماعت کی طرف سے ایک پرکشش نمائش کا انتظام بھی کیا گیا، جس میں جماعت احمدیہ عالمگیر کی تاریخ، گیمبیا جماعت کی تاریخ، خلافت کی برکات، جماعت احمدیہ کی خدمت قرآن اور خدمت انسانیت کو کتابی اور تصویری شکل میں پیش کیا گیا۔ احباب نے اس نمائش کو بہت سراہا۔

اختتامی تقریب: مؤرخہ 16 جون بروز جمعرات بعد از نماز فجر اس ریفریشر کورس کی اختتامی تقریب منعقد ہوئی، جس کے مہمان خصوصی مکرم امیر صاحب گیمبیا تھے۔ تلاوت کے بعد خاکسار مسعود احمد طاہر نے مختصر رپورٹ پیش کی۔ رپورٹ کے بعد اعزاز پانے والے احباب میں انعامات تقسیم کئے گئے۔ آخر پر مکرم امیر صاحب نے اختتامی خطاب فرمایا۔ اپنے اس خطاب میں امیر صاحب نے کہا کہ آپ یہاں سے جو علم سیکھ کر جارہے ہیں، وہ جاکر اپنی جماعتوں میں منتقل کریں۔ اور یہ ہمیشہ یاد رکھیں کہ آپ اپنی اپنی جگہ پر جماعت اور خلیفۂ وقت کے نمائندہ ہیں، اس لئے آپ کا کردار ہمیشہ اس کے مطابق ہونا چاہئے۔ آخر پر امیر صاحب نے دعا کروائی۔جس کے بعد احباب میں ناشتہ پیش کیا گیا۔ اور بعد ازاں قافلے اپنی اپنی منزلوں کی طرف روانہ ہوئے۔

ایم۔ٹی۔اے گیمبیا: اس ریفریشر کورس میں ہونے والے مختلف پروگرامز، جلسہ یوم خلافت، نمائش اور اختتامی تقریب کو ایم۔ٹی۔اے گیمبیا نے ریکارڈ کیا۔ اسی طرح امیر صاحب گیمبیا سمیت مختلف احباب کے انٹرویو بھی کئے۔

حاضری: امسال ریفریشر کورس میں ملک بھر کے کل انچاس مبلغین و معلمین میں سے سنتالیس نے شرکت کی۔ دو بوجہ بیماری شامل نہ ہو سکے۔ اس ریفریشر کورس کی کل حاضری 129 رہی۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہماری اس ادنیٰ کاوش کو قبول فرمائے اور ہمارے ایمان و ایقان میں بے حد برکت نازل فرمائے۔ خلافت احمدیہ سے جوڑے رکھے اور دنیا کو زمانے کے امام کو پہچاننے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین

بقیہ: عہد کے درد کو بھی کرمحسوس...... از صفحہ 3

نفس کی اصلاح کا درد

مضمون کے آخر میں ایک درد ایسا بیان کرنے جارہا ہوں۔جس کو لوگ درد نہیں سمجھے اور وہ نفس کے شر سے نہ صرف اپنے آپ کو بچانے کی سعی کرنی بلکہ اپنے نفس کے شر سے معاشرے میں بسنے والے دوسروں کی حفاظت کے لیے سعی، کوشش اور دعائیں کرنا ہے۔ کیونکہ ہمارے معاشرے میں بالخصوص ہم لوگوں کے شر سے بچنے کے لئے دعائیں بھی کرتے ہیں اور سعی بھی کرتے ہیں مگر اپنے نفس کے شر سے دوسروں کی حفاظت کے لیے نہ سعی کرتے ہیں اور نہ کوشش اور نہ دعا۔ جبکہ ہمارے پیارے آنحضور ﷺ کی یہ دعا مشعل راہ ہونی چاہیے۔ آپ ﷺ اپنے لیے دعا کرتے ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ تَوَکَّلۡتُ عَلَی اللّٰہِ لَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَعُوۡذُبِکَ مِنۡ اَنۡ نَزِلَّ اَوۡنَضِلَّ اَوۡ نَظۡلِمَ اَوۡ نُظۡلَمَ اَوۡ نَجۡھَلَ اَوۡ یُجۡھَلَ عَلَیۡنَا

(ترمذی، کتاب الدعوات)

اللہ کے نام کے ساتھ میں نے اللہ پر توکل کیا اللہ کے سوا کسی کو کوئی قوت یا طاقت حاصل نہیں۔ اے اللہ! ہم تیری پناہ میں آتے ہیں۔ اس بات سے کہ ہم کوئی لغزش کھائیں یا گمراہ ہوں یا (کسی پر) ظلم کریں یا ہم پر ظلم کیا جائے یا ہم جہالت یا نافرمانی کی کوئی بات کریں یا ہمارے خلاف جہالت کیا جائے۔

(خزینۃ الدعا، مناجات رسول ﷺ از ایچ ایم طارق صفحہ 51-52)

ایک روایت میں یہ دعا واحد کے صیغے میں بھی ملتی ہے۔ جو یوں ہے۔

اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں کہ گمراہ ہو جاؤں یا گمراہ کیا جاؤں۔ یا میں ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے۔ یا میں جہالت کروں یا کوئی مجھ سے جہالت سے پیش آئے۔

اللہ تعالیٰ یہ تمام درد ہماری زندگیوں سے جلد دور کر کے امن و امان کے سامان مہیا فرمائے۔ آمین

(ابوسعید)

ایک سبق آموز بات

نایاب ہوتے پانی کی ہمیں قدر کرنی چاہئے

ہماری جرمن ہمسائی چند روز قبل بات چیت کرتے ہوئے فرمانے لگی کہ اوپر کے فلیٹ میں میری دوست چھٹیوں پہ جاتے وقت اپنے گھر کی چابی مجھے دے جاتی ہیں۔ ان کے واش روم میں میں نے دیکھا کہ ٹب کے نل سے وقفے وقفے سے پانی کا قطرہ گرتا رہتا ہے تو میں بالٹی نیچے رکھ آتی ہوں۔ جب بھر جاتی ہے تو فلیٹس کے سامنے لگے پھولوں پودوں کو دے دیتی ہوں۔ اسی طرح سبزی چاول وغیرہ دھونے سے بھی جو پانی نکلتا ہے وہ پھولوں پودوں میں ڈال دیتی ہوں۔ یہ فائدہ بھی ہے اور کفایت شعاری بھی۔ہمیں بھی نایاب پانی کی قدر کرنی چاہئے۔

مبارکہ شاہین۔ جرمنی

18/اگست 2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:40	18:49
مدینہ منورہ	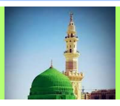	04:35	18:53
قادیان		04:27	19:09
ربوہ		04:07	18:49
اسلام آباد ٹلفورڈ	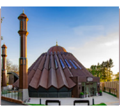	04:24	20:19

فقہی کارنر

چہلم کی رسم

ایک شخص کا سوال حضرت (مسیح موعودؑ) کی خدمت میں پیش ہوا کہ چہلم کرنا جائز ہے یا نہیں۔فرمایا۔

’’یہ رسم سنت سے باہر ہے‘‘

(اخبار بدر نمبر 7 جلد 6 مؤرخہ 14 فروری 1907ء صفحہ 4)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)